موضوع

قرآت خلف الامام

غیر مقلد مناظر

پیر بدیع الدین راشدی

مناظر اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

العنمان سوشل میڈیا سروسز

دفاع احناف لائبریری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
غیر مقلد مناظر
پیر بدیع الدین راشدی
مناظر اہل سنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

مسئلہ قرأت خلف الامام

بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو الحمدللہ پڑھنی چاہئے اسکے لئے دلائل

آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ سب سے پہلے صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۰۴ عبادہ بن

صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

ان رسول الله قال لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة

الکتاب.

یعنی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا نہیں ہے کوئی نماز لمن اس شخص کے لئے جس نے

فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی۔ اکیلے کی ہو، امام کی ہو یا مقتدی کی ہو۔ جس کو نماز کہا جاتا ہے آپ کے

فرمان کے مطابق وہ نماز نہیں ہے۔ جب وہ نماز نہیں ہے تو وہ چیز واجب ہوئی۔ یہ مسلم شریف میں

حدیث ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے صفحہ ۱۷۴ میں۔

قال لمن صلی صلوٰة ولم یقرأ فیها بام القرآن فهی

خداج غیر تمام..

ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص امام ہو، مقتدی ہو، ...
ہو اس نے نماز پڑھی اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھی فھی خداج۔ فرمایا اس کی نماز نہیں ہوئی۔ ...
چیز سے پوری ہوتی ہے وہی نماز کے فرائض اور ارکان ہیں۔ جو چیز اس میں سے نکل جاتی ...
پوری نہیں ہوتی۔ پوری نہ ہونے کا معنی ہے کہ ارکان نکل گیا۔ لہذا یہ دونوں دلالت کرتی ہیں ...
سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ اب اس کے بعد تیسری حدیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ...
میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے صفحہ نمبر ۱۱۱۔ اس روایت میں آپ نے فرمایا کہ ...
اقدس ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں قرآت جہری کی جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ...
میں جہر کروں تو میرے پیچھے نہ پڑھو مگر فاتحہ۔ آپ نے فرمایا۔

فانه لاصلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

اس شخص کی نماز نہیں ہے جو بغیر فاتحہ پڑھے۔ جس شخص نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز
نہیں ہوئی۔ یہ تیسری روایت تھی۔ اب چوتھی روایت پیش کرتا ہوں یہ روایت امام بیہقیؒ نے کی ...
جو بہت بڑے محدث گذرے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ پر مستقل کتاب لکھی ہے کہ فاتحہ کے بغیر
نماز نہیں ہے۔ انہوں نے صفحہ ۴۵ میں یہ حدیث نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں۔

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ لا
صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام وقال اسناده
صحيح.

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے نماز اس شخص کی جس نے
فاتحہ نہیں پڑھی اس میں امام کے پیچھے کا لفظ ہے، فاتحہ کا لفظ ہے۔ جس نے امام کے پیچھے فاتحہ نہیں
پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔ یہ اب صحیح الفاظ آپ کے سامنے آ گئے۔ فاتحہ کا لفظ بھی ہے، امام کے
پیچھے ہونے کا لفظ بھی ہے۔ اب مولانا کا فرض ہے کہ ان کے مقابلے میں کوئی ایسی دلیل پیش کریں
جس میں فاتحہ سے منع ہو۔ مطلق الصلوٰة کا مسئلہ نہیں چلے گا۔ اگر مطلق روایت کی مطلق حدیث ...

جس میں قرأت کا لفظ ہے۔ وہ یہاں کام نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ فقہاء کا مسلمہ اصول
اس پر قائم ہیں کہ عام اور خاص جب آپس میں آئیں تو اس صورت میں خاص مقدم
ہی۔ لہذا یہ کوئی تعارض نہیں۔

مولانا جانتے ہیں کہ تعارض کے لئے آٹھ چیزوں کی وحدت شرط ہے یعنی دونوں فعلی
ایک ہی چیز ہو، یہاں فاتحہ سے منع کا حکم ہو، وہاں فاتحہ کا حکم ہو۔ یہ دو باتیں ہو گئیں آپس
میں۔ پھر دیکھا جائے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غیر صحیح، کون راجح ہے اور کون مرجوح، کون ناسخ
اور کون منسوخ، یہاں پہلے سامنے آپ آئیں ہمارے دوست بزرگ آئیں اس مسئلہ میں۔
آپ ایک روایت پیش کر دیں جس میں یہ الفاظ ہوں کہ فاتحہ نہ پڑھو۔ تب مقابلہ بنے گا اب
اس کی قوت ہی نہیں۔ آپ کہیں گے کہ قرأت نہ کرو خاموش رہو۔ قرأت نہ کرو یہ عام ہے جس
میں فاتحہ وغیرہ سب آ جاتے ہیں لیکن یہاں فاتحہ کا لفظ آیا وہ خاص ہو جائے گا بات واضح ہو گئی ہے
مولانا کو چاہئے کہ کوئی ایک دلیل پیش کر دیں حدیث سے، قرآن سے، کوئی ایک روایت پیش کر
دیں جس میں آپ ﷺ نے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا منع فرمایا ہو یا اس کو ناپسند فرمایا ہو آپ
پیش کریں میں بھی ثابت کروں گا۔

اصول یہ ہے جہاں عام اور خاص ہوتا ہے وہاں خاص عام سے مقدم ہوتا ہے۔ جتنی بھی
باتیں آپ پڑھیں کوئی بھی کام نہیں آئے گی۔ لہذا تین چار حدیثوں پر میں اکتفا کرتا ہوں ابھی
اور بھی آپ کے سامنے آئیں گی مسلمان کو چاہئے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کو قبول کر لے۔ یہ
اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

خلاصہ کلام۔

خلاصہ کلام آپ کے سامنے یہ آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز
نہیں ہے خواہ امام کے پیچھے نماز ہے یا کوئی اور چیز ہے میرا مطالبہ ہے کہ آپ ایک روایت پیش کر
دیں جہاں فاتحہ منع ہو قرأت کا مسئلہ میں نے پیش نہیں کیا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله وكفى والصلوٰة والسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

حضرت نے آپ لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ رکھا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ مقتدی کے لئے اما کے پیچھے پڑھنا فرض ہے۔ فرض ثابت کرنے کے لئے اللہ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کو فرض فرماتے ہیں۔ نماز میں رکوع فرض ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وارکعوا رکوع کرو۔ نما میں سجدہ فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واسجدوا سجدہ کرو۔ نماز میں قیام فرض ہے قرآن میں ہے قوموا۔

اس طرح بہتر تو یہ تھا کہ حضرت صاحب یہ فرض بھی قرآن سے ثابت کرتے۔ یہ ا عجیب فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی فرائض تو قرآن میں بیان فرمائے ہیں لیکن اس فرض کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو قرآن پاک میں جگہ نہیں ملی۔ اور آپ نے قرآن پاک کا نام نہیں لیا۔

دوسری بار آپ نے بخاری شریف اٹھائی ہے۔ اس سے آپ نے ایک حدیث پڑھی ہے۔ کہ جو شخص فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی طرف سے تشریح کی ہے۔ کہ اس میں مقتدی بھی شامل ہے، اس میں امام بھی شامل ہے، اس میں اکیلا بھی شامل ہے۔ حدیث میں یہ الفاظ اللہ کے نبی ﷺ کے نہیں ہیں۔ مقتدی کا لفظ اس حدیث میں نہیں ہے۔

یہی حدیث ابوداؤد شریف میں ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ وہاں یہ ہے وزاد فصاعدا [1] جو سورت فاتحہ اور اس سے زیادہ قرآن نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ حضرت نے یہ لفظ نہیں

(۱)۔ یہی حدیث حضرت عبادہ ﷺ سے ابوداؤد ص ۱۱۹ ج ۱، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱، مصنف

اس کے بعد ابوداؤد شریف میں ہی ہے کہ جو شخص سورۃ اور اس سے زیادہ نہ پڑھے اس کی
۔۔۔ تی۔ لکھا ہے یہی بخاری کا راوی سفیان بن عیینہ محدث جو ہے یہ کہتا ہے، یہ حدیث اس
۔۔ متعلق ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔[1]

ترمذی شریف میں بھی یہی حدیث موجود ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اس حدیث کے ساتھ
اں۔ واذا کان وحدہ یہ اس آدمی کے لئے حدیث ہے جو اکیلا نماز پڑھے۔ اور پھر امام
۔۔ اس بحث کو ختم کرتے ہیں اس بات پر کہ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ
۔۔ من صلی صلوۃ اس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر امام کے پیچھے ہوتو
۔ ہے۔[2] امام ترمذیؒ نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کا معنی نبی ﷺ کے صحابی سے بیان کیا

۔۔ اق ص ۱۶۹ ج ا پر اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کامل ابن عدی ص ۳۲ ج ۴، حضرت
۔ اللہ بن مسعود ؓ سے نصب الرایہ ص ۳۶۵ ج ا، حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مستدرک حاکم ص
۲۱۱ ج ا پر ہے۔ اور فصاعداً کے ساتھ ہے۔

(۱)۔ قال سفیان لمن یصلی وحدہ۔ (ابو داؤد ص ۱۱۹)

(۲)۔ اخبرنا ابو سعد احمد بن محمد المالینی انا ابو احمد عبداللہ بن عدی الحافظ نا جعفر بن احمد الحجاج و جماعة قالوا نا بحر بن نصر نا یحیٰ بن سلام نا مالک بن انس نا وھب بن کیسان قال سمعت جابر بن عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من صلی صلوۃ لم یقرأ فیھا بفاتحة الکتاب فلم یصل الا وراء الامام۔ (کتاب القرأت ص ۱۳۶)

لیکن حضرت نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث آدھی پڑھی ہے آدھی چھوڑ دی
فصاعداً کا لفظ چھوڑا ہے۔ اور چھوڑنے کے بعد خواہ مخواہ مقتدی پر چسپاں کر دیا ہے۔ ور
میں اس اگلی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو تین مرتبہ نماز دہرانے کا حکم دیا
نماز کا طریقہ خود بتایا تو فرمایا۔

ثم اقرأ بها ما تیسر معک من القرآن۔ (۱)

روایت میں فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔ حضور ﷺ نماز سکھا رہے ہیں فاتحہ کو فرض بھی نہ
رہے اس صحیح بخاری کی اگلی روایت میں ہے۔ اس لئے یہ روایت جو ہے اس مسئلہ میں غیر
ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

---

(۱)۔ حدثنا مسدد قال ثنا یحیٰ بن سعید عن عبیداللہ قال حدثنی سعید المقبری عن ابیہ عن ابی ھریرہ ان النبی ﷺ دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فرد علیہ النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلیٰ ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلثاً فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتیٰ تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم افعل ذالک فی صلاتک کلھا۔ (بخاری ص ۱۰۹ ج ۱)

صحیح مسلم سے جو روایت پڑھی ہے اس میں بھی یہی ہے، کہ جس شخص نے نماز پڑھی اس
... ناقص ہوتی ہے۔ اس میں مقتدی کی نماز کا بالکل ذکر نہیں۔ اس میں صرف یہ واضح ہے اس
... ی کا ذکر نہیں۔

اس کے بعد آپ نے ایک روایت پڑھی ہے نسائی سے، کہاں ہے نسائی، کھولیں ذرا
... آپ نے صحیح مسلم سے وہ حدیث پڑھی نبی ﷺ کی جس میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے۔

اسی صحیح مسلم میں صفحہ نمبر ۱۷۴ پر صحیح حدیث موجود ہے اللہ کے نبی ﷺ صاف مقتدی کو
... لے کر کے کہتے ہیں۔ کہ جب تمہارا امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو۔ جب تمہارا امام قرأت
... تو تم خاموش ہو جاؤ۔ اور یہ پوری روایت اس میں موجود ہے۔

صحیح ابی عوانہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ اس میں الفاظ یہ ہیں کہ جب قرأت کرو تو
خاموش ہو جاؤ۔ اور جب امام غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ کہے تو تم اس وقت
آمین کہو۔ یہ روایت ابو عوانہ میں ہے اس متن کے ساتھ امام مسلمؒ نے نقل کر کے لکھا ہے۔ انما
وضعت ھا ھنا ما اجمعوا علیہ[1] میں نے جو حدیث یہ لکھی ہے اس کے صحیح ہونے پر محدثین
کا اتفاق ہے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ
کس سورۃ میں آتا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں آتا ہے۔ تو حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر مقرر کر دی سورۃ
فاتحہ، کہ جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو مقتدی خاموش رہیں۔ اور اس میں آمین کا ذکر آیا ہے۔
آمین سے پہلے امام کون سی سورۃ پڑھتا ہے۔ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔

(۱). قال مسلم ھو عندی صحیح فقال لم لم تضع ھا ھنا قال
لیس کل شئی عندی صحیح و ضعته ھا ھنا انما وضعت ھاھنا ما
اجمعوا علیہ (مسلم ص ۱۷۴ ج ۱)

کوئی شخص فتویٰ دے سکتا ہے میری بیوی موجود ہے میں اپنی سالی سے چاہوں تو ا
سکتا ہوں۔لوگوں نے کہا قرآن میں تو صاف ہے دو بہنوں کو جمع نہ کرو۔ایک صاحب آ
گئے میں دیتا ہوں قرآن سے فتویٰ۔ وہ کہتا ہے۔ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّن ا
قرآن میں آتا ہے جو عورت تمہیں اچھی لگے اس سے نکاح کرلو۔ کیونکہ آپ کو سالی اچھی لگی
اس لئے آپ نکاح کرلیں۔ساری دنیا جانتی ہے کہ اس کا یہ طریقہ غلط تھا۔جس میں سالی کا
ہے وہ قرآن کی آیت اس نے چھوڑ دی۔جس میں نہیں ہے وہ لفظ پڑھ کہ اس نے عام مراد
لیا۔

اب دیکھیں کوئی آیت۔ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ کا ترجمہ کر
نکاح کرو جس عورت سے چاہو۔ماں سے، بیٹی سے، بہن سے، خالہ سے، تو کوئی مسلمان اس
آیت کا ترجمہ نہیں سمجھے گا۔حضرت نے یہ کہا ہے کہ جہاں مقتدی کا ذکر نہیں ہے اس کو پڑھا
اور جس میں مقتدی کا ذکر ہے وہ نہیں پڑھا۔

یہی حال صحیح نسائی میں ہوا۔سنن نسائی میں آپ نے یہ جو حدیث پڑھی ہے اس کا راوی
جو ہے نافع بن محمود بن ربیعہ مجہول ہے[1] اور پہلے آپ حضرت سے یہ سنتے رہے ہیں کہ مجہول کی
روایت مقبول نہیں ہوتی۔پھر اس کے بعد روایت میں صرف اتنا موجود ہے کہ رسول ﷺ نے بعض
نمازیں پڑھیں جن میں آپ نے اونچی قرآن پڑھا۔

یہ یاد رکھیں آپ دن رات میں امام کے پیچھے ۱۷ رکعتیں پڑھتے ہیں ان میں امام صرف
چھ رکعتوں میں اونچی آواز سے پڑھتا ہے۔دو فجر کی، دو مغرب کی اور عشاء کی دو رکعتوں میں۔تو
اس حدیث میں چھ رکعتوں کا مسئلہ ہے۔باقی گیارہ کا اس میں بھی نہیں ہے۔اور اس میں سند بھی

(۱).قال ابن عبدالبر نافع مجهول. (تهذيب التهذيب ص ۴۱۰ ج ۱۰)

۹۔اس میں صرف یہ ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا۔

لا يقرأن احد منكم اذا جهرت بالقرأت الا بام القرآن.

یہ صرف استثناء پر ختم ہوا ہے۔اوراس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ میں قرآن سے
ایل کرتا ہوں۔اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔

لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا

(۲:۲۳۴)

جو عورت عدت میں ہو اس سے آپ جا کر نہ کہا کریں کہ مجھ سے نکاح کرنا۔اگر کوئی پہلے
ل بات کہنا چاہے تو اسے اجازت ہے یا فرض ہے؟ کہ جو عورت آپ کے محلہ میں عدت گذار
ل ہے۔کوئی شخص نہیں سمجھے گا کہ محلے سے ہر آدمی پر فرض ہو گیا ہے کہ اسے جا کر ضرور اشارۃً کہے
را عدت کے بعد میرا بھی خیال کرنا۔یہ فرض نہیں ہے۔تو اس میں صرف جملہ استثنائیہ ہے۔
اس کے بعد اس کو آپ نے ترمذی سے بیان کیا ہے۔اس میں مکحول راوی مدلس ہے۔
اوراس کی تحدیث مذکور نہیں۔اور مکحول وہ راوی ہے اس کا شاگرد محمد بن اسحاق ہے جو مدینہ کا
ہنے والا تھا امام مالکؒ فرماتے ہیں۔كان دجال من دجاجلة کہ بڑے فریبوں میں سے ایک

(۱). قال ابن سعد ضعفه جماعة قلت هو صاحب تدليس وقدرمى بالقدر فالله اعلم يروى بالارسال عن ابى وعبادة بن الصامت و عائشة وابى هريرة.

(میزان الاعتدال ص ۱۷۷ ج ۴)

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس کو ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔میں (ذھبی) کہتا ہوں کہ وہ مدلس تھا اوراس پر قدری ہونے کا بھی الزام تھا۔ ابی۔عبادہ بن الصامت عائشہ وابوھریرہ (رضی اللہ عنھم اجمعین) سے واسطہ چھوڑ کر روایت کرتا تھا۔

فریبی تھا۔

علامہ یحیٰی بن قطان فرماتے ہیں اشھد ان محمد بن اسحٰق کذاب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق جھوٹا تھا۔ علامہ ابن مبارک فرماتے ہیں وہ سچے آدمیوں کے نام جھوٹی روایتیں لگایا کرتا تھا وہ کون تھا جو تقدیر کا منکر تھا[1]۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

الحمد لله و کفٰی و الصلوٰة و السلام علٰی عباده الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے قرآن کی آیت تلاوت کی۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

یہ آیت ہے اس میں امام کا نام ہے؟۔ سورۃ فاتحہ کا نام ہے؟۔ نہیں ہے۔ یہ میرا مطالبہ ہے جو اپنی جگہ قائم ہے میں نے ذکر کیا میں نے جو روایتیں پیش کیں ہیں ان میں فاتحہ کا لفظ ہے؟۔

ایسی حدیث پیش کرو جس میں فاتحہ کا لفظ موجود ہوتا کہ مقابلہ بنے۔ ابھی مقابلہ کی صورت ہی نہیں تھی اس آیت کے متعلق آپ کے علماء کا یہ فیصلہ ہے وہ سن لیجئے۔ یہاں ایک قانون بیان کرتا ہے نورالانوار میرے ہاتھ میں ہے۔ کہتا ہے کہ جب دلائل میں تعارض ہوجائے تو وہ ساقط ہوجاتے ہیں۔ جہاں دو آیتیں متعارض ہوجائیں گی تو وہاں ان کے لئے ان کو چھوڑ کر حدیث کو دیکھنا پڑے گا۔

(۱)۔ میزان ص ۳۶۹ ج ۳۔ تہذیب جلد ۹

لان الآ یتین اذا تعارضا تساقطا.

دو آیتیں جب آپس میں متعارض ہوگئیں تو وہ گر گئیں۔ نہ وہ ہے نہ وہ ہے۔ دونوں ختم۔ اب اس کے بعد دونوں کو چھوڑ کر دوسرے نمبر پر حدیث کو ماننا پڑے گا۔

اگر تیسری آیت کی طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بحث چھڑ جائے گی ترجیح کی۔ مسئلہ چلے گا اس لئے جائز نہیں۔ لہذا جب دو آیتوں میں تعارض ہو جائے۔ اس کی مثال لیا ہے قولہ تعالیٰ۔

فاقرؤا ما تیسر من القرآن وقولہ تعالیٰ واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا.

جو مولانا نے پڑھی ہے یہ دونوں آیتیں آپس میں متعارض ہیں۔

فان الاول بعمومه یوجب القرأت علی المقتدی.

پہلی آیت عموم کے لحاظ سے مقتدی پر قرأت فرض کرتی ہے۔ اور ثانی اس سے منع کرتی ہے۔ جب یہ دونوں آیتیں نماز میں ہیں تساقطا دونوں گر گئیں۔ دونوں میں سے کسی کو نہیں لیا جائے گا۔ یہ ہے آپ کا ضابطہ۔

یہی بات کل بھی میرے سامنے پڑھی اس کے اندر بھی یہی بات تھی۔ یہ آپ کا اصول ہے اس لحاظ سے آپ اس آیت کو پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے قاعدے کے لحاظ سے ہم نے صاف کہا کہ ہم قرآن کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ اور اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں ہے۔ لہذا یہ آیت حدیث کے معارض نہیں ہے۔ جہاں فاتحہ ہے وہ ظاہر ہے وہاں مسئلہ واضح ہے۔

قرآن نبی ﷺ پر نازل ہوا اور آپ سب جانتے ہیں آپ ﷺ نے فاتحہ کا حکم دیا۔ اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ فرض وہ ہے جو قرآن سے ثابت ہو مولانا پھر آپ کی فقہ ختم ہوگئی۔ آپ کے مسائل جو ہیں وہ قرآن میں نہیں ہیں۔ آپ آخری تشہد کو فرض کہتے ہیں۔ کیا وہ قرآن میں ہے؟۔

نماز فرض ہے اگر تین رکعتیں پڑھیں تو فرض ادا ہوگا۔ نماز میں چار رکعتیں ہیں کیا یہ قرآن میں ہے؟۔ اگر نہیں تو تم اسے فرض کیوں کہتے ہو؟۔ پیغمبر ﷺ جس کے لئے کہیں کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہے وہ فرض ہے۔ فصاعداً کا ترجمہ یہ کیا کہ آپ ﷺ نے جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے الحمد للہ اور کچھ اور نہیں پڑھا تو نماز نہیں ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ الحمد للہ مان گئے ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

فصاعداً کا مسئلہ آپ پہلے مسئلہ کو ختم کریں۔ ہم فصاعدا کا مسئلہ بیان کریں گے کہ وہ کیا ہے؟۔ فاتحہ آپ مان چکے ہیں میں کہتا ہوں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ فاتحہ اور کچھ زائد کے بغیر نماز نہیں۔

اب رہا سفیان بن عیینہؒ کا قول اور احمد بن حنبلؒ کا قول کہ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اکیلا ہے۔ جو پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہم حدیث نبوی کے علاوہ اور کسی کا قول پیش نہیں کریں گے۔

پھر کہتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں الا وراء الامام میں خود ان سے پوچھتا ہوں کہ اس حدیث کے پہلے جملے کو آپ مانتے ہیں؟ دا گر نہیں مانتے تو اس کو آدمی کو کیوں پیش کیا۔ لفظ یہ ہے۔

من صلی صلوۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فلم یصل.

جس نے نماز پڑھی لیکن فاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اس نے نماز پڑھی ہی نہیں۔

حالانکہ آپ کے نزدیک فرض نہیں ہے۔ فاتحہ کے بغیر بھی نماز ہو جائے گی اور پھر آپ کی ہدایہ میں لکھا ہوا ہے کہ پچھلی دو رکعتوں میں چاہے قرأت پڑھیں، چاہے تسبیح پڑھیں، سورۃ پڑھیں، چاہے چپ رہے۔ آدمی اکیلا نماز چار رکعت پڑھے اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ نہ پڑھے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ آپ کے نزدیک ہو جائے گی۔

جب اس کو آپ خود نہیں مانتے ہیں آدھا تیتر آدھا بٹیر نہ بنائیں۔ جس چیز پر آپ کو خود

اظہار نہیں اس کو آگے کیوں بیان کرتے ہیں۔ پھر کہا الا وراء الامام یہ روایت نہ مرفوع حقیقی ہے نہ حکمی ہے۔ اگر آپ حکمی بنائیں گے تو یہ مرفوع حقیقی کے خلاف ہوگی۔

ابن ھمام میرے سامنے رکھا ہے یہ فتح القدیر رکھا ہے اس میں کہا ہے کہ صحابی کا قول اس وقت معتبر ہے جب حدیث رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو۔ آپ نے خود لکھا ہے اگر یہ صحابی ؓ کی بات لیتے ہو تو آپ کی مسلم میں روایت موجود ہے۔ اس روایت کے اندر جہاں خداج کی بات آئی تو ابو ہریرہ ؓ سے پوچھتا ہے ایک شخص احیانا نکون وراء الامام. کہتا ہے ہم کبھی کبھی امام کے پیچھے ہوتے ہیں فرمایا اپنے دل میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

کیا میں نے یہ اس لئے پیش نہیں کیا کہ یہ میرے ذہن میں نہیں تھی۔ آپ بہت دور چلے گئے۔ پھر حدیث پیش کی مسلم کے حوالہ سے حالانکہ مسلم نے اس کو مسند نقل نہیں کیا معلق نقل کیا ہے۔ جب امام پڑھے چپ ہو جاؤ۔ اب اس میں فاتحہ کا نام ہے میں پہلے مولانا سے عرض کر چکا ہوں۔

میرے محترم اگر مناظرہ کرنا ہے تو فاتحہ کی روایت لاؤ جب بات بنے گی۔ اس کے بغیر بات کی کوئی قوت ہی نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ وہاں ہے کہ آپ نے کہا آمین کہو۔ اس کا بھلا کیا مطلب ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ فاتحہ کے وقت میں چپ رہو۔ باقی میں چپ نہ رہو۔ آپ کے قول کے مطابق آپ نے استدلال کیا ہے کہ۔

واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين. فقولوا آمين.

ے جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو آمین کہو۔

تو مانا کہ یہ حکم فاتحہ کے وقت کے لئے خاص ہوا ہے اذا جو ہے وہ اپنے مظروف کو مقید کرتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ جب فاتحہ امام پڑھے تو اس وقت نہ پڑھو پھر پڑھ سکتے ہو۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود دامن پاک ماہ کنعان کا

اذا قرا فانصتوا اس سے مراد آپ کہتے ہیں فاتحہ جب پڑھے فاتحہ تو نتیجہ یہ ہوا کہ فاتحہ کے بعد منع نہیں ہے۔ فاتحہ سے پہلے منع ہے۔ مولانا صاحب کہتے ہیں امام کے پیچھے جتنی دیر امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اتنی دیر نہ پڑھو بعد میں پڑھ لینا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلٰوۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

حضرت نے پہلی ٹرن میں چار روایات پیش کی تھیں۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں مقتدی کا ذکر نہیں تھا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ حضرت نے جس حدیث میں مقتدی کا لفظ نہیں وہ تو پڑھی اور جس میں حضورﷺ نے مقتدی کو مخاطب کر کے فرمایا۔

واذا قرا فانصتوا۔

وہ حدیث آپ نے نہیں پڑھی۔ اس کے متعلق ایک بات تو حضرت نے یہ فرمائی کہ یہ مسلم میں سند کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کسی زمانے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے یہ بات کہی تھی تو اس پر سید سلیمان ندوی کو حکم مانا گیا۔ انہوں نے فیصلہ میں لکھا تھا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب غلطی پر ہیں یہ حدیث سند کے ساتھ موجود ہے۔ اور امرتسر کے مولانا ثناء اللہ کے خاص مرید مولوی روشن دین نے اعلان کیا تھا کہ یہ بات صحیح ہے۔

اور یہ دیکھئے مسلم میں اس کی با قاعدہ سند موجود ہے۔ اس کے بعد حضرت نے جو جواب دیا ہے وہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ جب مان لیا کہ امام فاتحہ پڑھے اس وقت مقتدی نہ پڑھے تو بعد میں پڑھ لے۔ تو کیوں جب امام فاتحہ پڑھتا ہے تو یہ لوگ اس کے ساتھ پڑھتے ہیں یا بعد میں۔

اب دیکھیں نبیﷺ کی حدیث کا انکار کرنے کے لئے کیسا عجیب طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ کہ یہ مان لیا گیا کہ اسی سورۃ کے متعلق ہے جس میں غیر المغضوب علیھم

الضالین آیا ہے۔ یہ اس سورۃ کے متعلق حضور ﷺ نے خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔ تو جو سورۃ آمین سے پہلے پڑھتا ہے وہ فاتحہ ہے۔ اور یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ امام مسلمؒ اس کی صحت اجماع نقل کر رہے ہیں۔

اور حضرت نے مجھ سے یہ پوچھا ہے کہ میں نے جو بات کی تھی کہ حضرت عبادہ ؓ کی دو حدیثیں پڑھی تھیں ایک حدیث پڑھی تھی آدھی اور اس میں مقتدی کا نام نہیں تھا۔ یہ تھا جو فاتحہ اور کچھ زیادہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ایک آپ نے پڑھی محمد بن اسحٰق والی حدیث جس پر میں نے جرح کی ہے۔ کہ وہ ایک حال کذاب راوی ہے، مسلک اس کا شیعہ تھا، تقدیر کا منکر تھا۔ اور حنفیہ نے کسی فرض میں اس پر استدلال نہیں کیا۔ اس حدیث کے لفظ آپ نے یہ پڑھے تھے کہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھیں اب یہ دونوں حدیثیں جو انہوں نے پڑھیں آپس میں ٹکرا گئیں۔ ایک میں تھا فاتحہ اور کچھ اور بھی پڑھے دوسری میں یہ ہے کہ فاتحہ کے علاوہ اور نہ پڑھے۔

حضرت نے یہ دونوں حدیثوں سے استدلال کرنے کے لئے طریقہ یہ اختیار کیا کہ پہلی حدیث آدھی پڑھی پوری نہیں پڑھی۔ تا کہ میری دونوں دلیلیں آپس میں ٹکرا نہ جائیں۔ لیکن میں نے تو صاف بات بتائی تھی کہ حضرت نے یہ کام کیا ہے۔ میں نے نسائی کے متعلق یہ عرض کیا تھا کہ وہاں بھی حضرت نے وہی کیا ہے کہ پہلی روایت پڑھی ہے کہ جس میں نافع مجہول ہے۔ اس کے بعد آگے آیت ہے۔

وإذا قرئ القرءان فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون ﴿٢٠٤﴾

حضرت کا یہ فرض تھا کہ ایک صفحہ سے ایک حدیث پڑھی تھی تو اس سے اگلی بھی پڑھ دیتے۔ فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں۔

قال قال رسول اللہ ﷺ.

اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فرمایا۔

اذا کبر الامام فکبروا۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو۔

واذا قرأ فانصتوا.

اور جب امام قرات پڑھے تو تم خاموش رہو۔ میں اس حدیث کے آگے لفظ۔

اذقال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین. (۱)

تو بات صاف ثابت ہوگئی امام نسائی نے یہ بات بالکل واضح کر دی حضرت فرمار ہے تھے۔ وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ میں نماز کا ذکر نہیں۔ ٹھیک ہے اس میں قـــــرئ کا فاعل معلوم نہیں کون ہے فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ کے مخاطب قرآن نے متعین نہیں کئے اللہ کے نبی ﷺ فرمار ہے ہیں۔ واذا قرئ کا فاعل امام وَأَنصِتُواْ کے مخاطب مقتدی ہیں۔

قرآن کی آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ جب امام قرآن پڑھے. فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ اے مقتدیو تم خاموش رہو۔ اے اللہ کے نبی ﷺ قرآن کی کس

(۱). حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه ثنا ابو خالد الاحمر عن ابی عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین. واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لک الحمد واذا سجد فاسجدوا واذا صلی جالساً فصلوا جلوساً اجمعین. ابن ماجہ ص ۶۱۔ اس کے علاوہ نسائی ص ۱۰۷ ج ۱ طحاوی شریف ص ۱۲۸ پر بھی موجود ہے۔

۱ ۔ متعلق یہ حکم ہے؟۔ فرمایا وہ سورۃ جس میں۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

۱ ۱ ۰ ۰ وہ سورۃ جو امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حدیث کے متعلق امام مسلمؒ نے صحیح مسلم کے صفحہ ۱۷۴ پر لکھا

۔ عندی صحیح. یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

اس طرح حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں [۱] حضور ﷺ نے فرمایا لا تفعلوا اجب

۱ آن پڑھے تو تم خاموش رہو۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں۔ کتاب القرأت کی

۔ت ہے۔ فرمایا حضور ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے قرآن پڑھا۔ قرأ فی نفسہ اپنے دل میں

آہستہ پڑھا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا سنو اذا قرأ فانصتوا اے میرے

۔ خاموش رہو۔ (۲)

---

(۱). حدثنا احمد بن داؤد قال ثنا یوسف بن عدی قال ثنا عبیداللہ بن عمرو عن ایوب عن ابی قلابہ عن انسؓ قال صلی رسول اللہ ﷺ ثم اقبل وجهه فقال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسألهم ثلثاً فقالوا انا لنفعل هذا قال لا تفعلوا . طحاوی ص ۱۵۹، کتاب القرأت ص ۱۵۱.

(۲). وروی بعض الناس باسناده عن عبدالمنعم بن بشیر عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیه عن جده عن عمر بن الخطابؓ قال صلی رسول اللہ ﷺ یوم صلوة الظهر فقرأ معه رجل من الناس فی نفسه فلما قضی صلوته قال هل قرأ معی منكم احد قال ذالک ثلثا فقال له الرجل نعم یا رسول اللہ انا کنت اقرأ بسبح اسم ربک الاعلی قال ما لی انازع القرآن اما

حضرت عثمانؓ کے بارے میں کتاب القرأت بیہقیؒ میں لکھا ہے۔ کہ آپ آرڈینس ؟ دیتے تھے۔

اذا قمتم الی الصلوۃ فلیقوموا صفوفکم.

جب نماز کھڑی ہو تو تم صفیں سیدھی کرلیا کرو۔ واذا قرأ الامام اور جب امام قراءۃ پڑھنا شروع کردے فانصتوا تم خاموش ہوجایا کرو (۱)۔

حضرت علیؓ کی روایت ہے کتاب القرأت بیہقیؒ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں جب امام نماز پڑھ رہا ہو انصتوا تم خاموش رہو (۲)۔

یکفی احدکم قرأۃ امامہ انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا قرأ فانصتوا . کتاب القرأت ص ۱۱۴ .

(۱) عن عطاء الخراسانی قال کتب عثمانؓ الی معاویۃؓ اذا قمتم الی الصلوۃ فاستمعوا لہ وانصتوا فانی سمعت رسول اللہ یقول للمنصت الذی لا یسمع مثل اجر السامع المنصت وفی روایۃ اخری ان امر قبلک فلیقوموا صفوفھم ولیحاذوا بین المناکب ولینصتوا ولیسمعوا. کتاب القرأت ص ۱۱۶

(۲). اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ نا ابو احمد علی بن محمد بن عبداللہ المروزی نا احمد بن یوسف التغلبی ثنا غسان الموصلی واخبرنا ابو سعد الصالین انا ابو احمد بن عدی الحافظ نا علی بن احمد بن مروان نا علی بن حرب نا غسان بن الربیع نا قیس بن الربیع عن محمد بن سالم عن الشعبی عن الحارث عن علیؓ قال سال رجل النبی اأقرأ خلف الامام ام انصت قال لا بل

آیتیں نازل ہوئی ہیں صحابہ اس کا شان نزول کیا بیان کرتے ہیں؟۔ یہ میرے ہاتھ ہے عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

كانت بنوا اسرائيل اذا قرأت آئمتهم جاوبوهم. (۱)

اسرائیل یہودیوں عیسائیوں کا مذہب یہ تھا کہ جب ان کی جماعت ہوتی توان کا امام پڑھتا تھا۔ زبور پڑھتا تورات پڑھتا توان کے مقتدی بھی پیچھے پڑھتے تھے۔

فكره الله لهذه الامة.

اللہ نے اس امت کے لئے یہودیوں کی یہ تشبیہ پسند نہیں کی۔

فنزلت واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون.

اللہ نے فرمایا جب تک میں نے حکم نہیں بھیجا تھا اس وقت تک تم دوسرے مذہب کی طرح پیچھے پڑھتے رہے ہو۔ لیکن آج کے بعد تمہارا امام پڑھے گا اے مقتدیو تم خاموش رہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کون عبداللہ بن مسعود صحیح بخاری میں حضورﷺ کی حدیث اگر قرآن سیکھنا چاہو تو پہلے عبداللہ بن مسعودؓ سے سیکھو (۲) آپ فرماتے ہیں۔ کتاب

الصمت فانه يكفيك . كتاب القرأت ص ۱۶۳ .

(۱). واخرج ابو الشيخ عن ابن عمر قال كانت بنو اسرائيل اذا قرأت آئمتهم جاوبوهم فكره الله ذالك لهذه الامة قال واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا . (تفسير دو منثور ص ۱۵٦ ج ۳)

(۲). حدثنا سليمان بن حرب ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابراهيم عن مسروق قال ذكر عبدالله عند عبدالله بن عمرو

القرأت بیہقی میں یہ روایت موجود ہے۔

اما ان لکم ان تفھموا اما ان لکم ان تعقلوا

فقال ذاک رجل لا ازال احبه بعد ما سمعت رسول الله یقول استقرؤا القرآن من اربعة من عبدالله بن مسعود فبدأ به وسالم مولی ابی حذیفة وابی بن کعب و معاذ بن جبل قال ولا ادری بدأ بابی او بمعاذ بن جبل.

مسروق سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرو کے پاس عبداللہ بن مسعود کا تذکرہ کیا گیا پس فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ ہمیشہ میں اسی سے محبت کرتا رہا۔ بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے چار آدمیوں سے قرآن سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود سے، ابتداء آپ ﷺ نے انہیں سے کی اور سالم جو ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور ابی بن کعب، اور معاذ بن جبل سے۔ عبداللہ بن عمرو ؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے پہلے ابی بن کعب ؓ کا نام لیا یا معاذ بن جبل ؓ کا۔ بخاری شریف ص ۵۳۱ ج ۱۔ یہی روایت ترمذی شریف ص ۲۲۲ ج ۲ پر بھی ہے۔ ح ۲۰۱۲۔

حدثنا علی بن محمد ثنا وکیع ثنا سفین عن ابی اسحق عن الحرث عن علی قال قال رسول الله ﷺ لو کنت مستخلفا احدا عن غیر مشورة لا ستخلفت ابن ام عبد.

ترجمہ۔ بیان کیا ہمیں علی بن محمد نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں وکیع نے کہ بیان کیا ہمیں سفیان نے ابو اسحق سے وہ حارث سے وہ علی سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے خلیفہ بناتا تو میں ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود کو خلیفہ بناتا) ابن ماجہ ص ۱۳۔

... اذا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾

کہ کیا تمہیں عقل وفہم نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں عقل دی ہے۔ سوچو امام کے ... کیوں پڑھا ہے۔ [۱]

... قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کتاب القرات بیہقیؒ میں روایت ہے جس نے ... فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔ لیکن اگر مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہو تو پھر جب امام پڑھے ... ان مقتدی سنے۔

کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اذا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾

(کتاب القرأت بیہقیؒ)

چوتھے صحابی حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ اور میرا بھی ... ل ہے کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارہ میں نازل ہوئی ہے [۲]۔

---

(۱). صلی ابن مسعود فسمع اناسا یقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفهموا اما آن لکم ان تعقلوا واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون. (تفسیر ابن جریر ص ۱۰۳ ج۹)

(۲). اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو علی الحافظ نا محمد بن علی بن الحسن بن الحرب الرقی لنا محمد بن عمرو بن عباس نا زکریا بن یحی بن عمارة الذارع نا هشام بن زیاد عن الحسن

اس کتاب القرأت میں حضرت عائذ رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں ا
اس آیت کا شان نزول مسئلہ قرأت خلف الامام ہے (۱) اور اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات واضح ا
دی کہ خاص وہ سورۃ مراد ہے جس میں غیر المغضوب علیہم آتا ہے خاص وہ سورۃ مراد
جو امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کی سات حدیثیں اور اللہ کے نبی ﷺ
کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پانچ حدیثیں بیان کر دیں۔

امام احمدؒ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ یہ آیت
قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کتاب القرأت میں اٹھارہ تابعین
کے مفسرین ہیں مدینہ کے مفسرین ہیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

عن عبدالله بن المغفل فی هذه الآیة واذا قری القرآن فاستمعوا
له وانصتوا قال فی الصلوة

(کتاب القرأت ص ۸۷)

(۱). اخبرنا احمد بن الحسین بن احمد الحیری نا ابو العباس
الاموی نا یحیی بن ابی طالب انا کثیر بن هشام انا هشام ابو
المقدام عن معاویة ابن قرة قال قلنا لعبدالله بن مغفل او لعائذ بن
عمرو کل من استمع القرآن یقرأ به وجب علیه الاستماع
والانصات قال انما انزلت هذه الآیه واذا قری القرآن فاستمعوا
له وانصتوا فی قرأة الامام فاذا قرأ فاستمعوا له وانصتوا .

(کتاب القرأت ص ۸۸)

باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے دو باتیں کی ہیں بات لمبی ہو جائے گی۔ مولانا نے نافع بن محمود کو مجہول کہا ہے حالانکہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے کئی شاگرد موجود ہیں پھر کہتے ہیں ابمول مدلس ہے۔ حالانکہ اس نے حدثنا سے بیہقی میں روایت کیا ہے۔

پھر کہا کہ ابن اسحٰق پر جرح کی گئی ہے۔ ان کو چھوڑئے مولانا آپ کے مذہب کا بڑا عالم ابن ہمام میرے سامنے ہے فتح القدیر میرے سامنے ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟۔ ابن اسحٰق کے بارے میں چلو آپ اپنے گھر کا فیصلہ لے لیجئے۔ غیروں کی بات چھوڑ دیجئے۔ فتح القدیر جلد اول صفحہ نمبر فرماتے ہیں۔

وما نقل عن مالک فیہ لا یثبت.

ابن ہمام جو بہت بڑا مجتہد مانا جاتا ہے ہدایہ کی شرح میں لکھتا ہے صحیح یہ ہے کہ ابن اسحٰق معتبر ہے، ثقہ ہے۔

اور جو امام مالکؒ کی طرف نسبت کی جاتی ہے، کہ یہ دجال ہے، جھوٹا ہے، کذاب ہے، لا یثبت ثابت نہیں ہے۔ اگر آپ مان لیں ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ کیونکہ سب علماء اس کو ثقہ کہتے ہیں۔ اس کی روایت کرتے ہیں حتی کہ یہ کہتے ہیں امام شعبہ بہت بڑے محدث ہیں امیر المؤمنین فی الحدیث اور کہتا ہے کہ امام مالکؒ نے اس کے ساتھ صلح کی دشمنی کی بنیاد پر اگر کہا ہے تو پھر اس کے ساتھ صلح کی دوستی کی۔ معاملہ سارا ختم ہو گیا۔

اب یہ دوسری جگہ پر لکھتا ہے صفحہ ۳۰۱ پر۔

امام ابن اسحٰق فثقة ثقة لا شبهة عندنا فی ذالک ولا عند المحدثین.

امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق جو ہے وہ ثقہ ہے، معتبر ہے، معتبر ہے، لا شبة عندنا فی ذالک ہمارے نزدیک اس میں کوئی شبہ نہیں۔ ولا عند المحدثین اور نہ محدثین کے

نزدیک شبہ ہے۔

لہذا آپ کا یہ اعتراض ختم ہے۔ کہتے ہیں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہیں مسلم نے مسند روایت نقل نہیں کی۔ پھر کہا مولانا نذیر صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تو وہ بات گذر چکی ہے۔ اب مسلم کو نکالو یہاں اگر نہ ملے تو غیر مسند ہوگی۔

آگے کہتا ہے کہ آدھی حدیث پڑھی۔ میں نے یہ کہا کہ مسئلہ کے ساتھ تعلق تھا۔ میں نے کہا آپ نے پوری پڑھی تو اس میں بھی آپ کو پکڑا ہے۔ پھر کہتے ہیں میں نے اتنے اقوال پیش کئے۔ جتنے آپ نے اقوال پیش کئے، روایتیں پیش کیں کسی میں بھی مولانا نے یہ ترجمہ کیا کہ فاتحہ نہ پڑھو؟۔

مولانا نے فرمایا کہ جب امام پڑھے تو چپ رہو۔ جب امام پڑھے تو خاموش رہو۔ کہتے ہیں کہ یہاں سورۃ فاتحہ مراد ہے تو پھر حدیث کا ترجمہ مولانا کے کہنے کے مطابق کیا ہوا؟۔ کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ اس سے یہ سورۃ فاتحہ میں ہے، اس سے دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہاں فاتحہ مراد ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے کہ جب فاتحہ پڑھے۔ تو جب فاتحہ پڑھے تو اس وقت تو روکو، بعد میں کیوں روکتے ہو۔

بہرحال سوال یہ ہے کہ مولانا نے اس روایت کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے آگے روایت پیش کی کہتے ہیں کہ اس میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے۔ اپنی طرف سے بنایا ہے۔ اس میں ہے لا صلوۃ۔ جو شخص اس میں ہے کوئی ہو جس طرح لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ کسی قسم کی نبوت نہیں۔ لا صلوۃ کسی قسم کی نماز نہیں۔ نبی کے الفاظ یہی ہیں۔ لہذا فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے۔

ہاں یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ آپ نے مقتدی کو فاتحہ منع کی ہو۔ پھر تو مقابلہ ہوگا اس کے بغیر مقابلہ کی صورت ہی نہیں ہے۔ پھر آپ نے اقوال پیش کئے انہی صحابہ کے اقوال عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا قول، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول اسی طرح جن کا

آپ نے نام لیا۔ آپ کیا کہتے ہیں کہ یہاں فاتحہ پڑھنے سے منع ہے۔ اگر مراد فاتحہ ہے تو کہاں ہے؟۔ آپ نے روایات پیش کیں کہ اس میں وہ الفاظ ہیں کہ تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بھی غلط کہا آپ نے۔ اجماع فی الصلوٰۃ ہے صرف فاتحہ نہیں ہے۔

پھر آپ نزول بتاتے ہیں آپ کے فقہاء اس سے دو مسئلے نکالتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ نکالتے ہیں خطبہ کا۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

کہتے ہیں خطبہ میں خاموش رہو۔ اس آیت سے استدلال کیا ہے اور ساتھ یہ بھی مانتے ہیں۔ اور خطبہ کے لئے بھی مانتے ہیں۔ اس آیت میں تین چار اقوال ہیں، صرف ایک قول نہیں ہے۔ آپ نے باقی قول چھوڑ دیئے اور آپ کے فقہاء خطبہ کے لئے بھی کہتے ہیں اور نماز کے لئے بھی کہتے ہیں، اور ساتھ خطبہ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کا نام بھی آ جائے فیصلی السامع۔ جب خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کا نام لے تو درود شریف پڑھ لے۔ یہ آپ نے پڑھنا کیوں شروع کیا۔

اگر اسی آیت سے استدلال کیا ہے تو اس میں ایسا حکم کیوں داخل کرتے ہو جو خود اس کے خلاف ہو۔ آپ اس آیت کی کئی مخالفتیں کریں گے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو مدرسے میں کتنے طلباء بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ایک کو حکم کیوں نہیں دیتے۔ جب ختموں پر جاتے ہو، درود دینے کے لئے، ختم دینے کے لئے تو کتنے مل کر پڑھتے ہو۔

پھر امام کے پیچھے قرآن کیوں نہیں پڑھتے ہو، ثناء کیوں پڑھتے ہو؟ کہتے ہو امام جب پڑھے تو چپ ہو جاؤ۔ حکم تو خود توڑتے ہو فجر کی نماز ہو رہی ہے پھر یہ سنت کیوں پڑھتے ہو۔ تو خود اس کے خلاف ہو گئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں نماز شروع ہے تکبیر ہو گئی ہے۔ امام قرأت کر رہا ہے۔ اب میں باہر سے آیا ہوں نماز میں داخل ہو جاؤں یا ناں۔ کیسے نہ داخل ہو جاؤں۔ داخل

ہونے کی کیا صورت ہے۔

اللہ اکبر کہہ کر اب اللہ اکبر کہوں گا۔ جب کہوں گا تو چپ میں تو نہیں ہوا۔ جب چپ ہوا تو مخالفت ہوئی۔ تو میں کیسے داخل ہو جاؤں۔ آپ خود اس آیت کی مخالفت کر رہے ہیں جب آپ مان چکے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اسے لکھا ہے متعارض ہے تو پھر آپ اس کو دلیل کس طرح بناتے ہیں۔ آپ کا قاعدہ اس کو نہیں مانتا۔ پھر اس کے بعد میں نے آپ کے قواعد پیش کئے نورالانوار، توضیح وہ سب لکھتے ہیں کہ یہ آیتیں آپس میں معارض ہیں۔ لہذا یہ ساقط ہیں۔

اب کیا سمجھیں۔

جسے نواسہ سمجھا وہ نانا نکلا

آپ کے بڑے کہتے ہیں کہ یہ روایت معتبر نہیں ہے۔ یہ آیت حجت نہیں ہے۔ آپ اس کو دلیل بناتے ہیں۔ اس لئے میرے دوست میرا مطالبہ جو میں نے روایتیں پیش کیں ان کے متعلق مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے صحیح روایت پیش کی ہے کہ۔

لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام.

نہیں ہے نماز اس شخص کی جس نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

اب مجھے بتاؤ اس کے سوا اور مولانا کو کیا چاہیے؟۔ ایک اور روایت پڑھ دوں حدیث ہے۔

ان رسول اللہ قال من صلی خلف الامام فلیقرأ بفاتحۃ الکتاب.

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ سورۃ فاتحہ پڑھے اب یہ رسول ﷺ کا حکم صحیح ہے یہ اس کا جواب مولانا آپ کے ذمہ ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین

اصطفٰی۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی تھی، اور سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی، اور پانچ صحابہ سے اس کی تفسیر اور اٹھارہ تابعین جو مکہ کے تابعین ہیں، مدینہ کے تابعین ہیں، کوفہ کے تابعین ہیں، بصرہ کے تابعین ہیں اور پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ قرات کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت نے اجماع کے متعلق مجھے یہ جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ امام احمدؒ نے صرف یہ فرمایا کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ قرآن کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہی ہے اس کا مطلب قرأت کے بارہ میں نہیں ہے۔ حضرت آیت کے لفظ ہیں۔ واذا قرئ القرآن جب نماز میں قرآن پڑھا جائے۔ تو مطلب وہی نکلے گا۔ مطلب تو یہی ہے ساری نماز کا مسئلہ نہیں ہے۔ جب امام نماز میں قرآن پڑھے گا اس وقت تم خاموش ہو جاؤ۔ یہ بات حضرت نے تسلیم کر لی کہ آیت بھی اسی بارہ میں ہے۔ یہ سات حدیثیں ہیں۔

حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ ترجمہ میں فاتحہ کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے وضاحت کر دی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ والی آیت پڑھ کر سورۃ فاتحہ متعین کر دی ہے۔ آمین کا لفظ بیان کر کے متعین کر دی ہے۔ کہ امام جو سورۃ آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔ وہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے میرے اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

کتاب القرأت میں مکحول نے حدثنا کہا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ اس حدیث کی سند میں کتاب القرأت بیہقیؒ میں حدثنا نہیں ہے۔ حضرت نشان لگا کر میرے پاس بھیج دیں۔ کتاب القرأت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

دوسرا آپ نے کہا ہے کہ نافع کے متعلق۔ میں نے نافع کے متعلق مجہول کہا تھا۔ ابن

حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔اس کے آگے ابن حبان نے کیا کہا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ حضرت نے وہ بات بیان ہی نہیں کی یہ نافع وہ شخص تھا جس کی دنیا میں یہی ایک حدیث ہے۔ اور ابن حبان کہتے ہیں حدیثه معلل [1] اس کی یہ حدیث بیمار ہے صحیح نہیں ہے۔

حضرت نے اتنا تو بیان کر دیا لیکن ابن حبان نے اس کی حدیث کے متعلق نافع پر جو جرح کی ہے وہ آپ کو نہیں بتائی۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق کے متعلق امام ابن ھمام نے یہ لکھ دیا ہے کہ امام نے رجوع کر لیا تھا، صلح کر لی تھی، میں کہتا ہوں کہ امام مالکؒ کے رجوع کا جو آپ ذکر کر رہے ہیں۔ میں نے امام مالکؒ کے علاوہ ابن نمیرؒ، ہشام بن عروہؒ بہت سے محدثین سے بیان کیا ہے سب نے رجوع کر لیا ہے؟۔ ابن اسحٰق کے متعلق جب باقی سب کی جرح مقبول ہے تو آخر آپ نے ایک فرض ثابت کرنا ہے۔ آپ ایسے آدمی کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں جس کو بہت سے محدثین دجال کہتے ہیں۔ کوئی اس کو شیعہ کہتا ہے۔ کوئی اسے تقدیر کا منکر کہتا ہے۔

اور صحیح مسلم میں روایت ہے کہ منکر تقدیر کا اسلام بھی صحابہ نے نہیں مانا۔ [2] آپ تقدیر کے منکر کی حدیث میرے سامنے پڑھ رہے ہیں۔ اگر تقدیر کے منکر کی بات ماننی ہے تو پہلے ایمان مفصل سے یہ نکالو گے والقدر خيره وشره من الله. یہ محمد بن اسحٰق وہی ہے جو معراج جسمانی کا منکر ہے۔ اور مرزائی اس کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ وہی ہے جس نے یہودیوں عیسائیوں کی باتیں اسلام میں شامل کیں۔ اور آج تک عیسائی اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں ان باتوں کی وجہ سے جو اس محمد بن اسحٰق نے اسلام کی کتابوں میں شامل کیں۔ وہ محمد بن اسحٰق جس کی

(۱)۔ میزان الاعتدال ص ۲۴۲ ج ۴

(۲)۔ اسی طرح ابن ماجہ میں روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ان مجوس هذه الامة المكذبون باقدار الله. کہ اس امت کے مجوسی منکرین تقدیر ہیں (ابن ماجہ ص ۱۰)

روایت آپ قرآن کے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں، صحیح احادیث کے مقابلے میں پیش کر رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شعبہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق امیر المؤمنین فی الحدیث ہے۔ حضرت اس کی سند مجھے دکھائیں۔ اس کی سند میں اعمش بن عمیر ابن جعفہ ہے۔ یہ منکر حدیث ہے یہ بات شعبہ سے ثابت ہی نہیں ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ اذا قرا فانصتوا کا معنی ہے کہ جب امام فاتحہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہو۔ تو مقتدیو تم فاتحہ نہ پڑھو تم خاموش رہو۔ تو یہ ثابت ہوگیا اب اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ مقتدی پڑھے۔ تو آپ اس حدیث میں آگے اللہ کے نبی ﷺ سے یہ اضافہ دکھا دیں کہ

واذا قرا الامام السورة فاقرؤا الفاتحة.

جب امام سورة پڑھے اے مقتدیو فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

میں پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔ حضرت آپ بار بار مجھے فرما رہے ہیں کہ محمد ابن اسحٰق کو ابن ہمام نے یہ کہا، فلاں نے یہ کہا۔

پھر فرماتے ہیں کہ حنفی فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ یہ آیت دونوں کے بارے میں ہے۔ نماز کے بارے میں بھی ہے، خطبہ کے بارے میں بھی۔ تو کیا یہ بات میرے خلاف ہوگئی؟ نماز کے بارے میں حضرت نے مان لیا تو میرا دعویٰ بالکل ثابت ہوگیا۔ میں نے کب کہا کہ خطبہ کے بارے میں آپ خاموش نہ رہیں۔ خطبہ کے بارے میں ہے کہ آپ بے شک پڑھیں اس بات کو پیش کریں۔ یہ اس کے مخالف نہیں اب ان سات حدیثوں کے بعد اور سنیں۔

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی رکعتا ولم یقرأ بام القرآن فلم یصل.

جس نے ایک رکعت بھی پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

الا ان یکون وراء الامام.

﴿طحاوی شریف صفحہ نمبر ۱۲۸﴾

اللہ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

عن انس قال صلٰی بنا رسول اللہ ﷺ ثم اقبل علینا بوجهه فقال أتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسالهم ثلثاً فقالوا انا نفعل قال فلا تفعلوا.

عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ کل صلوٰة لا یقرأ فیها بام القرآن.

ہر وہ نماز جائز نہیں ہوتی جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے۔

الا ان یکون وراء الامام

مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو(۱)۔

اور پھر عبداللہ بن عباس ﷺ فرماتے۔

من لم یقرأ بفاتحة الکتاب فلا صلوٰة له الا وراء الامام. (۲)

---

(۱)۔ طحاوی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۷

(۲)۔ اخبرنا محمد بن عبداللہ الحافظ اخبرنی بالویه بن محمد بن بالویه ابوالعباس المرزبانی ثنا ابوالعباس محمد بن شادل بن علی ثنا عمر بن زرارة ثنا اسمعیل بن ابراهیم عن علی بن قیسان عن ابن ابی ملیکة عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ کل

فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں یہ فرمایا اے صحابہ یہ بات سن لو یاد کرو وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

(کتاب القرأت بیہقی صفحہ ۱۷۳)

عن ابی ھریرۃ قال. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل صلوٰۃ لا یقرافیھا بام الکتاب ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔ الا ان یکون وراء الامام مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ یہ بھی کتاب القرأت میں ہے[1]۔

بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سئل رسول اللہ ﷺ أفی کل صلوٰۃ قراۃ؟

حضور ﷺ بیٹھے ہیں کہ ایک آدمی نے آ کر پوچھا کہ حضرت ہر نماز میں قرأت پڑھی

صلوۃ لا یقرا فیھا بفاتحۃ الکتاب فلا صلوۃ الا وراء الامام.

(کتاب القرأت ص ۱۷۳)

(۱). اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو بکر بن اسحق الفقیہ انان احمد بن بشر بن سعد المرثدی نا فضیل بن عبداوھاب نا خالد یعنی الطحان ح قال ابو عبداللہ واخبرنی ابو بکر بن عبداللہ نا الحسن بن سفیان نا محمد بن خالد بن عبداللہ الواسطی نا ابی عن عبدالرحمن بن اسحق عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کل صلوۃ لا یقرأ فیھا بام الکتاب فھی خداج الا صلوۃ خلف الامام. (کتاب القرأت ص ۱۷۱)

چاہیے۔ قال نعم فرمایاہاں۔ سننے والا کہتا ہے۔ وجبت ھذہ یہ واجب ہوگئی۔ حضرت فرماتے ہیں۔

ما اری الامام اذا ام القوم وقد کفٰی به. (1)

نہیں کہیں غلطی میں نہ آ جانا۔ جب امام نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ مقتدی کو نہیں پڑھنا چاہیے۔ یہی بات حضور ﷺ کی مجلس میں حضرت ابودرداء ؓ نے پھر آ کر لوگوں کو بتائی۔ فرماتے ہیں۔

کنت اقرب القوم من رسول الله ﷺ

میں حضور ﷺ کے قریب بیٹھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا مقتدی کو امام کے پیچھے نہیں پڑھنی چاہیے۔ تو پھر میں نے اس کا اعلان کیا۔ یہ میں نے سات حدیثیں اور پڑھی ہیں اور ان حدیثوں میں صاف فاتحہ کا لفظ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

(1) .اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد الدوری ثنا زید بن الحباب عن معاویة ابن صالح حدثنی ابوالزاهریة حدثنی کثیر بن مرة عن ابی الدرداء قال سئل رسول الله ﷺ افی الصلوة قرأت فقال نعم فقال رجل من الانصار وجبت هذه وکنت ادنی القوم الیه فقال رسول الله ﷺ ما ارٰی الرجل اذا ام القوم الا قد کفاهم .

(کتاب القرأت ص ۱۴۷)

مولانا نے فرمایا پھر جو روایتیں پیش کیں طحاوی کے حوالے سے مولانا کی اس روایت میں یحیٰ بن سلام ہے جو ضعیف ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہا کہ یہ روایت موطا میں موجود ہے۔ حالانکہ موطا میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یحیٰ بن سلام کا ترجمہ آپ میزان میں دکھا سکتے ہیں؟۔ وہاں نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

میزان میں اگر نہیں ہے تو تہذیب میں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

تہذیب میں بھی نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

لسان میں ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہاں لسان میں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

کہیں تو ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کیا لسان میں لکھا ہے کہ ضعیف ہے؟۔ یہاں یہ کہتے ہیں کہ امام المفسرین والمحدثین.

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

اس میں نہیں لکھا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ لسان سے یحیٰی بن سلام کا ترجمہ نکالیں میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

یہ ضعیف ہے۔(۱) نیز موطا میں یہ رسول اللہ ﷺ کی روایت ہی نہیں ہے۔(۲) بلکہ جابرؓ کا قول ہے۔اس کے بعد آپ نے دوسری حدیث آپ نے بیہقیؒ کی پیش کی ہے۔اس کی ایک ایک روایت پر جرح کی ہے۔

آپ نے کہا دار قطنی میں روایت ہے۔وہ کہاں ہے نکال کر دکھائیں۔آپ وہ روایت پیش کریں جس کو بیہقیؒ نے خود پیش کیا ہو لیکن جرح نہ کی ہو۔

پھر فرماتے ہیں ابن اسحٰق پر جرح ہے وہ بھی آپ نے کی ہے۔یہ تو آپ کے بڑوں نے کی ہے۔ہمارے نزدیک وہ ثقہ ہے لا شبهة عندنا ہمارے نزدیک کوئی شبہ نہیں ہے۔

آپ نہ حنفی ہیں اور نہ اور کچھ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کوئی ایک طریقہ تو اختیار کرو۔یا اپنے بڑوں کی بات مانو یا اور کسی کی بات مانو۔

پھر کہتے ہیں ابن حفصہ جو ہے وہ منکر ہے۔اس کو کس نے منکر کہا ہے؟۔کیا اس کا نام جانتے ہو؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس کا نام احمد بن عمیر ابن حفصہ ہے۔

(۱)۔پیر صاحب بلا دلیل زور لگا رہے ہیں کہ یہ ضعیف ہے کیا ہی خوب ہوتا کہ اس پر ایک حوالہ پیش فرما دیتے۔

(۲)۔اس کا جواب بھی آگے آرہا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس کو کیا لکھا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

لسان المیز ان میں لکھا ہے۔

له روایة من مناکیر.

تو جو روایت اس کی منکر ہو گی وہ نہیں مانی جائے گی۔ تو یہ نہیں کہ ساری مانی جائیں گی لیکن منکر روایت نہیں مانی جائے گی۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ابن حبان اس کے تابع میں نافع کو لایا ہے ابن حبان کی کتاب کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے اس میں یہ بات نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

خلاصہ میں یہ بات موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اصل کتاب موجود ہے اس میں نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

نسخوں میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

ابن حبان کی کتاب موجود ہے اللہ اس پر گواہ ہے اس میں یہ جملہ قطعاً نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ذکر ابن حبان فی کتابه وقال حدیث معلل.

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب میں یہ لفظ موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جنہوں نے نقل کیا ہے انہوں نے بھی تو کتابوں سے نقل کیا ہے اگر آپ کے نسخہ میں موجود نہیں ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے دوسری میں موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کسی نسخہ میں موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ کے پاس نہ ہو لیکن خلاصہ میں تہذیب الکمال والے نے سب نے یہ جملہ لکھا ہے کیا ان کے سامنے یہ نسخہ نہیں تھا۔ آپ خلاصہ دیکھ لیں میرے پاس موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

ایک ہے نقل کتاب، نقل میں تو غلطی ہو سکتی ہے اصل کتاب میں غلطی نہیں ہو سکتی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کسی نسخہ میں بات ہوتی ہے کسی میں نہیں ہوتی اور کیا کسی نے آپ سے پہلے اس کی تردید کی ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

عبدالرحمٰن مبارکپوری نے کی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

صرف عبدالرحمٰن مبارکپوری نے کی ہے کیا ابن حجر نے کی ہے، تلخیص الحبیر میں کی ہے، لسان المیزان والے نے کی ہے، عبدالرحمٰن مبارکپوری کوئی بین الاقوامی شخصیت تو نہیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

جھگڑے کا حل یہی ہے کہ اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے اب کتاب چھپ کر آئی ہو اس میں موجود ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پیش کریں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب اس وقت موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پہلے فیصلہ ہوا تھا کہ جو کتاب یہاں موجود نہ ہو اس کی بات نہیں کی جائے گی۔ اور جو یہاں ہے اس کو آپ مان لیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله و كفى و الصلوٰة و السلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

میں ایک قرآن پاک کی آیت پیش کر چکا ہوں۔ حضرت نے قرآن کی کوئی آیت اپنے مسلک کے ثبوت کے لئے پیش نہیں کی۔ اس کے بعد سات حدیثیں، جس میں فاذا قرا فانصتوا یا اس کے ہم معنی الفاظ آ رہے ہیں۔ وہ پیش کی ہیں۔

حضرت نے ان کو تسلیم کر کے یہ بات کہی ہے کہ اس کا یہی معنی ہے کہ جب امام فاتحہ نہ پڑھے تو مقتدی نہ پڑھے۔ لیکن حضرت اس کے بعد یہ فرماتے ہیں لیکن اس میں یہ بات نہیں ہے کہ بعد میں بھی نہ پڑھے۔ یہ تو حضرت کے ذمے ہے کہ یہ دکھائیں کہ بعد میں پڑھ لے۔

اصل مسئلہ تو یہی تھا کہ فاتحہ امام پڑھے تو مقتدی خاموش رہے۔وہ سات احادیث نکلا۔

اس کے بعد میں نے سات حدیثیں فاتحہ کے لفظ سے بیان کیں، اس پر حضرت فرمارہے ہیں کہ اس میں ایک شخص یحیٰی بن سلام ہے، دار قطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور اس کے بعد لسان المیزان جو اسماء الرجال کی کتاب ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ وہ امام المفسرین والمحدثین ہے۔

اور دار قطنی کی جرح جو ہے یہ بغیر سبب کے ہے۔اصول حدیث کا یہ قاعدہ ہے کہ جو جرح بغیر سبب کے ہے وہ مقبول نہیں ہوتی۔[1] جب تک سبب جرح ثابت نہ ہو جائے۔تو دار قطنی کی جرح بغیر سبب جرح ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔رہا یہ کہ موطا میں امام مالکؒ نے اس کو جابرؓ کا قول نقل کیا۔تو اس سے میری بات رد نہیں ہوتی۔حضرت جابرؓ نے یہ حضورﷺ سے بھی سنا، اور اس کے بعد اس کے موافق خود بھی فتوی دیا۔تو یہ بات اور بھی مضبوط ہو گئی۔

حضرت جابرؓ نے اس حدیث کو دو طرح بیان کیا۔ایک تو مرفوع حقیقی اور دوسرا مرفوع حکمی۔ کیونکہ حضرت جابرؓ اس کتاب القراۃ بیہقیؒ میں خود اس حدیث کے راوی ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ اور اس سے زیادہ کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی[2] تو اب اپنی طرف سے تو وہ کسی کو روک نہیں سکتے تھے۔انہوں نے جو فتوی دیا ہے اس

---

(۱)۔ اسی طرح ہماری اصول فقہ کی کتاب نور الانوار میں بھی یہ لکھا ہے والطعن المبهم من ایمة الحدیث لا یجرح الراوی. (نور الانوار ص۱۹۶)

(۲). اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ نا محمد بن عبدالله الشعیری نا محمد بن اشرس نا ابراهیم بن رستم وعلی بن جارود ابن یزید قال ثنا مالک بن انس عن ابی نعیم وهب بن

ـ یث کے بعد اس کا تو مطلب یہی ہوا کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ اس کو مرفوع
ملمی کہا کرتے ہیں۔

میں نے سات حدیثیں پڑھی تھیں لیکن حضرت نے ایک کا جواب دینے کی کوشش کی ہے
اہ جہاں سے بھی پڑھی ہے وہاں اس پر اعتراض کیا ہے۔ اور آپ نے خیانت کی ہے۔ میں اللہ
لے نبی ﷺ کی حدیث پیش کر رہا ہوں۔ بیہقیؒ اور دار قطنی نے اگر کوئی معقول جرح ان حدیثوں پر
لی ہے تو وہ حضرت پیش کریں، جیسے یحیٰ بن سلام کی جرح کو میں نے رد کر دیا ہے۔ اسی طرح ان
ثاء اللہ باقی کا بھی جواب ہوگا۔

میرا یہ دعوٰی ہے کہ کوئی شخص ان روایات پر اصول حدیث کے موافق کوئی ایسی جرح
نہیں کر سکا جو مفسر ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ان ساتوں حدیثوں میں محمد بن اسحٰق کذاب دجال جیسا ایک
راوی بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ کتاب کا جو نسخہ ہے اس میں حدیث معلل نہیں
ہے۔ میں خلاصہ اور میزان سے یہ دکھا رہا ہوں کہ اس کے بعض نسخوں میں یہ ہے جس کو محققین نے
نقل کیا ہے۔ اس کے بعد دوسری بات عرض کرتا ہوں اسکے بعد دار قطنی وغیرہ نے یہ قاعدہ نقل کیا
ہے کہ ابن حبان کا قاعدہ ہی سارے محدثین سے الگ ہے۔

جس راوی کو کسی اور نے ضعیف نہ کہا ہو اگر چہ وہ مجہول ہو وہ اس کو ثقہ کہہ دیتے ہیں۔ اس
لئے ان کے ثقہ کہنے سے ثقاہت ثابت نہیں ہوتی۔ بہر حال نافع کی مجہول روایت، محمد بن اسحٰق کی
جھوٹی روایت میں نے مکحول کا حدثنا پوچھا حضرت سے کہ وہ پیش کریں وہ ابھی تک حضرت نے
پیش نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد احمد بن عمیر ابن جعلہ کا میں نے کہا کہ لـه منـاکیر. حضرت نے

کیـــان عن جـابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجزی
الصلوۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب الا ان یکون وراء الامام
(کتاب القرأت ص ۱۳۸)

اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت آپ تو بار بار یہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ اور قرات میں فرق ہے۔ میں کہتا ہوں ا حضرت کی یہ بات صحیح حدیثوں کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ا مشکوۃ میں روایت ہے۔

کان النبی یستفتح القرأت بالحمد للہ رب العلمین. (۱)

اللہ کے نبی ﷺ قرأت کہاں سے شروع کیا کرتے تھے؟ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے۔

ان النبی و ابا بکر وعمر وعثمان کانوا یفتتحون القرأت بالحمدللہ رب العلمین.

اللہ کے نبی ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عثمان ؓ، اور حضرت عمر ؓ، قرأت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے۔ (۲)

---

(۱). حدثنا اسحق بن ابراهیم واللفظ له قال انا عیسٰی بن یونس قال نا حسین المعلم عن بدیل بن میسره عن ابی الجوزاء عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوة بالتکبیر والقرأت بالحمدللہ رب العلمین. (مسلم شریف ص ۱۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث ابوداؤد ص ۱۱۴ ج ۱، طحاوی ص ۹۹ ج ۱، مسند احمد بن حنبل ص ۳۱ ج ۶، ابن ماجہ ص ۵۸، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۰۱ ج ۱ پر بھی ہے۔

(۲). عن انس ابن مالک انه حدثه قال صلیت خلف النبی ﷺ وابی بکر، وعمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمدللہ رب

صحیح بخاری میں موجود ہے حضرت ابو ہریرہؓ پوچھتے ہیں کہ حضرت آپ تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان خاموش رہتے ہیں کیا پڑھتے ہیں؟۔ حضرت ﷺ نے دعا بتائی پڑھنے کے لیے۔ اللهم باعد بینی. الخ۔

تو یہ لوگ پڑھتے ہیں یہ قل ھو اللہ سے پہلے پڑھتے ہیں یا سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھتے ہیں؟۔ سورۃ فاتحہ سے پہلے۔ ثناء کی جگہ پڑھتے ہیں۔ سبحانک اللهم آپ پڑھتے ہیں۔ سبحانک اللہ آپ قبل اعوذ سے پہلے پڑھتے ہیں یا بعد میں پڑھتے ہیں؟۔ بخاری کی روایت سے یہ ثابت ہوا کہ فاتحہ قرأت ہے۔

حضرت شروع سے کہہ رہے ہیں کہ جھگڑا فاتحہ کا ہے قرأت کا نہیں ہے۔ میں حدیثیں پڑھ کر سنا رہا ہوں کہ فاتحہ قرأت ہے۔ میں حضرت سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ صرف ایک حدیث حضرت پڑھ کر سنا دیں جس میں یہ ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔

جب فاتحہ قرأت ہے تو لفظاً قرأت سے بھی جو روایتیں پیش کروں گا وہ بھی میرے لیے ثابت ہیں۔ کیونکہ حدیثوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ فاتحہ قرأت ہے۔ اگر صرف ایک حدیث حضرت دنیا کے کسی کتب خانے کی کتاب سے پڑھ دیں کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ اور اگلی سورۃ قرأت ہوتی ہے۔ یہ نبی ﷺ کے الفاظ ہوں یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک صحابی کا قول بیان کر دیں، میں مان جاؤں گا۔ ایسے ہی روایتیں نہیں پڑھوں گا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ نسائی شریف سے بھی حضرت نے یہی بات کی کہ ایک روایت جو مجہول تھی وہ تو پڑھی اور اس سے آگے قرآن پاک کی آیت، اور صحیح حدیث جو قرآن کے موافق تھی وہ آپ نے نہیں پڑھی۔ میں نے وہ پڑھ کر سنائی، اس سے اگلی روایت سنن نسائی میں یہ ہے کہ

العلمين لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول القرأت ولا فی آخرها. (مسلم شریف ص ۱۷۲)

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت ﷺ کیا ہر جہری نماز میں قرأت ہے۔ اب دیکھئے ایک ...
حدیث کی کتاب سے حضرت نے ایک روایت پڑھی۔ اور اس سے اگلی تین روایتیں اس صفحہ ...
چھوڑ دیں۔

مجھ پر حضرت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ میں نے حدیث تو پڑھی پوری لیکن اس کے آ ...
میں دار قطنی نے جو اپنی رائے لکھی تھی وہ نہیں پڑھی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے خیانت کی
ہے۔ دار قطنی کی رائے چونکہ غلط تھی، وہ ثابت ہی نہیں ہے، اس نے کوئی سبب بیان کیا ہی نہیں ہے
یحییٰ بن سلام کے ضعیف ہونے کا، اس لئے وہ بے فائدہ ہوتی۔ اگر میں دار قطنی کی بے فائدہ جرح
نہ پڑھوں تو میرے اوپر تو خیانت کا الزام لگاتے ہیں اور اسی کتاب سے سنن نسائی سے اسی صفحہ سے
اگلی تین حدیثیں نہ پڑھیں تو اس کو کیا دیانت داری کہا جائے گا؟۔

اس سے اگلی روایت یہ ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ والی الا وقد کفا والی۔ یہ میں پہلے
اپنی سات روایتوں میں پیش کر چکا ہوں میں نے جو تفسیر بیان کی اس میں صحابہ اور تابعین نے ایک
بات واضح کر دی ہے کہ پہلے لوگ پڑھتے تھے امام کے پیچھے۔ تو جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس
آیت نے منع فرما دیا۔ جس طرح لوگ پہلے شراب پیتے تھے لیکن شراب کی منع والی آیت نازل
ہوئی تو اس طرح منع ہو گئی۔

اگر کسی حدیث میں کسی کے شراب پینے کا ذکر ہو تو یہ پہلے زمانہ کی ہو گی یا پچھلے زمانہ کی
ہو گی؟۔ جب تک قرآن میں یہ حکم نہیں نازل ہوا تھا۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

بیت اللہ کی طرف منہ کر لو۔

مسلمان کس طرف منہ کیا کرتے تھے؟۔ بیت المقدس کی طرف منہ کیا کرتے تھے۔ کیا
بیت المقدس کا ذکر تھا قرآن میں؟۔ نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتے تھے کہ پہلے نبیوں کا طریقہ تھا۔
اب کسی حدیث میں آپ کو مل جائے کہ فلاں آدمی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا

تو وہ پہلے زمانہ کی حدیث ہوگی۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے یہ کہا تھا کہ یحیی بن سلام کا میزان میں ترجمہ نہیں ہے۔ یہ آپ کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ اب یہ لسان المیزان میرے سامنے ہے ترجمہ اس میں موجود ہے۔ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۰۰ پر۔ آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ ترجمہ نہیں ہے؟۔ امام ذہبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ منکر روایت ہے۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

آپ نے فرمایا تھا کہ تقریب میں اس کو ثقہ لکھا ہے حالانکہ اس کو مشہور لکھا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

میں نے یہ نہیں کہا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ٹیپ میں موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

آپ نے فرمایا صحابہ جو تھے وہ پہلے پڑھتے تھے لیکن جب آیت نازل ہوئی تو رک گئے اب میں مولانا سے یہ کہتا ہوں کہ ایک بھی روایت دکھائیں کہ فلاں صحابی فاتحہ پڑھتا تھا۔ جب آیت نازل ہوئی تو رک گئے۔ میں مولانا کو کھلے میدان میں کہتا ہوں میں خدا کے واسطے ایک روایت دکھائیں کہ فلاں صحابی فاتحہ پڑھتا تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی تو رک گئے۔

جب وہاں فاتحہ کی بات ہی نہیں ہے تو کس طرح کہتے ہیں۔ اس آیت میں موجود ہو کہ صحابی فاتحہ پڑھتے تھے۔ جب آیت نازل ہوئی تو پھر چھوڑ دی فاتحہ پڑھنا۔

اس کے بعد ابوداؤد کی روایت پیش کرتے ہیں۔ یہ میرے سامنے دار قطنی ہے امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت میں کہتے ہیں یہ حضور ﷺ کا کلام نہیں ہے یہ راوی کا وہم ہے۔ امام دار قطنیؒ نے واضح کر دیا کہ یہ رسول ﷺ کا کلام نہیں ہے۔

اب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سورۃ فاتحہ سے پہلے چپ رہتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ چپ رہتے تھے اور کیا پڑھتے تھے۔ یہ آپ کے الفاظ ہیں۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ چپ رہتے اور کیا پڑھتے چپ رہنا کا معنی پڑھنا نہ ہوا۔ آپ کی دلیل ضعیف ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

وہاں انصتوا ہے ہی نہیں جس کا معنی چپ رہنا ہو۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

چپ رہنے کا معنی آپ کہتے ہیں خاموش ہو جاؤ۔ تو چپ ہونا اور پڑھنا آپ کا قول ہے۔ لہذا یہ دلیل گئی۔ اب اس کو گھر میں رکھئے۔ اب اس کو بار بار پیش نہ کیجئے۔ روایت وہ لایئے جو کاملہ ہو۔ میرا قصور نہیں ہے آپ خود پیش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی مکحول نہیں ہے، اس میں نہ کوئی محمود ہے، الفاظ یہ ہیں۔

لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام.

امام کے پیچھے جو الحمد للہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے یہ طبرانی کی روایت پیش کی۔

من صلی خلف الامام فلیقرأ بفاتحۃ الکتاب.

امام کے پیچھے جو نماز پڑھے وہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔

یہ حکم ہے حضور ﷺ کا اس میں بھی نہ نافع ہے، نہ محمود ہے، نہ ابن اسحٰق ہے، نہ مکحول۔ آپ نے جو اعتراضات کئے ان کو میں نے ختم کر دیا۔ مکحول کے سماع کی تشریح ہو گئی۔ محمود پر آپ جرح ثابت نہ کر سکے۔ زیادہ سے زیادہ جو آپ نے کیا حضور ﷺ کی بات مانیں یا آپ کی بات

مانیں؟۔

آپ نے کہا کہ یہ سب صحابہ ﷺ کہتے ہیں کہ نماز میں قرأت ہوتی ہے اور وہ لوگ پڑھتے تھے۔ اور اس کے بعد آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد وہ رک گئے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ایک روایت دکھائیں کسی حدیث کی کتاب سے کہ صحابہ فاتحہ پڑھتے تھے اور پھر یہ آیت نازل ہوئی تو وہ رک گئے۔ اس طرح یہ مسئلہ سارا ختم ہو جائے گا۔

لیکن قیامت تک آپ یہ پیش نہیں کر سکتے۔ لوگوں کو کہتے ہو کہ ہم یہ کہیں گے، وہ کہیں گے۔ اور پھر فقہاء کا اصول و قاعدہ ہے جنہوں نے آپ کو اس آیت کے پیش کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ آپ نے اپنے قاعدہ کو توڑ دیا۔

دوسری بات پھر آپ مجھے یہ کہتے ہیں کہ اپنے مسلک کی رو سے پیش نہیں کر سکے۔ سر تاج مانتے ہیں، امیر المؤمنین مانتے ہیں، کہا کہ سند لاؤ۔ میں اس کی سند لاؤں کہاں سے؟۔ سند لاؤں تمہارے گھر کی کتاب ہے۔

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آپ اپنے آپ کو جھوٹا کہیں، اپنے امام کو، اپنے بزرگ کو جھوٹا کہیں۔ اس کے بعد باقی جو روایتیں میری آپ کے ذمے ہیں اس کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا۔ ناقص نماز ہے پوری نہیں۔ جب پوری ایک آیت بھی پیش نہیں کی میں نے آیت وہ پیش کی جو آپ کے بڑوں نے پیش کی ہے۔ ابھی میں نے نور الانوار کی عبارت پڑھی انہوں نے کہا کہ فاقرأوا ماتیسر من القرآن. یہ آیت مقتدی کو پڑھنے کا حکم دیتی ہے۔ میں نے آیت پیش کی اور استدلال بھی آپ کے بڑوں کا۔ اب آپ کے گھر کی بات ہے مانیں یا ان کو جواب دے دیں۔

دو باتیں ہیں یا حدیث کو مانیں یا فقہ کو مانیں۔ ایک چیز کو تو مانیں پہلے کہتے تھے کہ نہیں فقہ سے باہر نہیں جائیں گے۔ اب تو فقہ بھی چھوڑ دی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین

اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم.

قرآن پاک کی آیت کی تفسیر کا جو حق ہوتا ہے اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ ؓ سے میں نے بیان کردیں اور سات حدیثیں واذا قرأ فانصتوا کی۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے حضور ﷺ سے ﴿غیر المغضوب علیھم ولاالضالین. آمین﴾. کا لفظ دکھا دیا آپ ابھی تک یہ نہیں دکھا سکے۔ تفسیر سنئے ابن حاتم نے نقل کی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا قرأ فی الصلوٰۃ.

رسول ﷺ۔ نماز میں جب قرأت پڑھتے تھے تو کیا ہوتا تھا۔ اجابہ من ورائه جو پیچھے پڑھتے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔ کیا پڑھتے تھے؟۔

اذا قال بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا مثل مایقول.

جب اللہ کے نبی ﷺ بسم اللہ پڑھتے مقتدی بھی بسم اللہ پڑھتے۔

حتٰی انقض فاتحة الکتاب والسورۃ.

یہاں تک کہ فاتحہ نبی ﷺ ختم کر لیتے سورۃ فاتحہ کا لفظ ہے۔ ویسے میں نے بتا دیا ہے کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ فاتحہ قرأت ہے۔ میں نے حدیثیں پڑھی تھیں ان کو رد کرنے کے لئے۔ میں نے حضرت کو کہا کہ ایک حدیث پیش کردو حدیث کی کتاب سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے لیکن آپ اب تک ثابت نہیں کر سکے۔ اور یہ دیکھئے میں نے حضور ﷺ کی نماز کے متعلق فرمایا۔

فلبث ما شاء اللہ ان یلبث.

جتنی دیر اللہ نے چاہا یہی طریقہ رہا۔ پس جب آیت نازل ہوئی۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

تو لقرأ وانصتوا

کہ حضور ﷺ تو پڑھتے رہے لیکن صحابہ خاموش رہتے تھے۔ اب اس سے زیادہ بھی وضاحت چاہتے ہیں۔ اور حضرت مجھے بھی دکھا دیں کسی صحابی نے یا تابعی نے کہا ہو کہ آیت سے فاتحہ مراد نہیں ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھا دیں کہ فاتحہ قرأت نہیں ہوتی۔

آپ نے میری طرف یہ کتاب القرأت بھیجی ہے۔ میں نے بات کہ دی تھی اور وہ بات بالکل صحیح نکلی آپ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے متن میں مکحول کا سماع ہے۔ یہ نہیں ہے۔ وہ علیحدہ سند ہے جس کا راوی وہی اعمش بن عمیر ابو حفص ہے۔ وہی لہ مناکیر ہے، منکر حدیث۔ تو سماع کیسے ثابت ہوا۔ اور اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اصل حدیث میں مدلس کا سماع ثابت نہیں ہوا کرتا۔

اس کے بعد اس نے یہ کہا ہے کہ جس پر میں یہ کہہ سکتا ہوں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

آپ محدثین کا اصول چھوڑ رہے ہیں۔ کیونکہ محدثین کے اصول کو مانتے ہوئے نافع کی روایت آپ پیش نہیں کر سکتے۔ اب آپ مجھے کہتے ہیں کہ فقہاء احناف۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ یہاں فقہاء احناف کی طرف آ گئے اللہ کرے سارے مسائل میں آ جائیں تو ہمارا جھگڑا ختم ہو جائے۔

اس کے بعد یہ میزان بھیجی تھی آپ نے میرے پاس۔ یحیٰی بن سلام کے متعلق آپ کو لوگو یاد ہوگا کہ حضرت نے اصول بیان کیا تھا کہ جس کے متعلق منکر کا لفظ آ جائے اس کے متعلق ہی اس کی وہ حدیث منکر ہوتی ہے۔ جس کو منکر میں درج کیا ہو۔ اور جو حدیث میں نے جابر ؓ کی پیش کی ہے وہ حدیثیں منکر درج ہیں وہ حدیث اس میں درج نہیں ہے۔ اس لئے آپ اس کو میرے

سامنے پیش نہیں کر سکتے۔

حضرت نے فرمایا ہے کہ میں نے دو حدیثیں اور پڑھیں جن کا مولانا نے جواب نہیں دیا۔ ایک تو یہ ہے کتاب القرأت بیہقیؒ کی، بیہقیؒ میں جس کا میں راوی یہ ہے محمد بن سلیمان بن فارس ابو اسحٰق ابراھیم بن یحییٰ ان دونوں کا ترجمہ مجھے اسماء الرجال سے دکھادیں۔ ایک ہے ابو اسحٰق ابراھیم بن محمد یحییٰ دوسرا ہے ابو طیب محمد بن اعمش تیسرا ہے محمد بن سلیمان بن فارس ان تینوں کا ترجمہ اسماء الرجال کی کتابوں سے نہیں ملا۔

اب جو راوی ہیں اس کے وہ کون ہیں؟۔ عثمان بن عمر ہے [1]، جس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ اس کو وہم ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد اگلا راوی یونس بن یزید ہے، اس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ خاص زہری کی روایت میں اس کو وہم ہو جاتا تھا [۲] اور یہ روایت بھی اس کی زہری سے ہے۔ اس کے بعد اس کو زہری عن سے اس کو روایت کر رہا ہے۔

مبارک پوری صاحب جن کا بار بار آپ نام لیتے ہیں انہوں نے ابکار المنن میں ایک جگہ نہیں بلکہ بار بار لکھا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے زہری کو طبقات المدلسین کے اس طبقہ میں شمار کیا ہے کہ جب یہ روایت عن سے بیان کرے تو وہ روایت حجت نہیں ہوا کرتی۔ اس کی روایت کو نقل کیا ہے اور یہ کہنا کہ اس کی سند صحیح ہے، جس کو نہ راویوں کی ثقاہت کا پتا ہے۔

جو آپ نے طبرانی سے پڑھی ہیں۔ اس میں سعید جو ہے اس کی ثقاہت ثابت نہیں اس

---

(۱)۔ تقریب ص ۲۳۵

(۲)۔ یونس بن یزید بن ابی نجار الایلی ابویزید مولی ابی سفیان ثقة الا ان فی روایته عن الزهری وهما قلیلا وفی غیر زهری خطأ. (تقریب ص ۳۹۱)

...روایت بھی ضعیف ہے۔قرآن پاک آپ کے پاس نہیں، صحیح بخاری کی حدیث آپ کے پاس نہیں، صحیح مسلم کی صحیح حدیث آپ کے پاس نہیں، یہ تین چار کھوٹے سکے جیب میں ڈال کر اہل حدیثوں سے مناظرہ کرنے تشریف لے آئے ہیں۔

حضرت ان میں سے آپ کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے میں نے حدیث واذا قـرأ فانصتوا پیش کی تھی صحیح مسلم کے اندر لکھا ہوا ہے انـمـا وضـعـت هـهـنـا مـا اجمعوا عليه. اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔کیا ہے آپ کے پاس بھی کوئی روایت؟۔کہ جس کے متعلق صحیح بخاری یا صحیح مسلم کے اندر لکھا ہوا ہو کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ لھذا آپ کے پاس ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔

اب میں اگلی روایت، حدیث کی اور پیش کرتا ہوں۔موطا امام مالک، موطا امام محمد میں روایت موجود ہے۔اب آپ کی روایات کا میں نے جواب دے دیا، ایک بات رہ گئی کہ میں نے جو سات حدیثیں فاتحہ کے لفظ سے پڑھی تھیں ان میں سے ایک پر تو آپ نے یحیٰی بن سلام کا اعتراض کیا تھا۔میں نے جواب دیا کہ یحیٰی بن سلام پر کوئی مفسر جرح نہیں ہے۔کسی کتاب میں دکھا دیں۔

دوسرا ابودرداء ﷜ کی روایت کہ متعلق آپ نے دارقطنی سے پڑھ کر مجھے یہ سنایا کہ اس میں دارقطنیؒ کہتے ہیں کہ زید بن حباب کا وہم ہے۔تہذیب التھذیب میں صراحت ہے کہ زید بن حباب کو اگر وہم ہوتا تھا صرف سفیان ثوریؒ کی روایت سے ہوتا تھا اور یہ حدیث ثوری سے بیان نہیں ہے۔یعنی کہ سفیان ثوریؒ جو زید بن حباب کے پاس اس زمانہ میں پہنچا ہے جب وہ اتنا بوڑھا ہو چکا ہے، کہ اس کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا۔اس لئے اس سے پہلے وہ ثقہ تھا۔یہ بات واضح ہے کہ[1] جو حدیث میں نے پیش کی ہے یہ سفیان ثوری کے طریقے سے نہیں ہے۔

---

(۱). قـال عـلـی بن المدینی والعجلی ثقة و کذا قال عثمان عن

دار قطنیؒ نے آدھی بات نقل کی ہے۔اس کی جرح نامکمل ہے اور جرح مکمل نہیں ہے۔اا،

ابن معین وقال ابو حاتم صدوق صالح وقال ابو داؤد سمعت احمد يقول زيد بن حباب كان صدوقا ليضبط الالفاظ عن معاوية بن صالح لكن كان كثير الخطاء وقال المفضل بن غسان الغلابي عن ابن معين كا يقلب حديث ثوری ولم يكن به باس قال ابو هشام الرفاعي وغيره مات سنة ثلاث و مائتين . قلت وقال ابن زكريا في تاريخ الموصل حدثني الحمانی عن عبيدالله القواريری قال كان ابو الحسن العكلی زكيا حافظا عالما لما يسمع وذكره ابن حبان في الثقات وقال يخطیء يعتبر حديثه اذا روى عن المشاهير و اما روايته عن المجاهد ففيها المناكير وقال ابن خلفون وثقه ابو جعفر السبتي . احمد بن صالح داؤد كان معروفاً بالحديث صدوقا وقال ابن قانع كوفی صالح وقال الدارقطني وابن ماكول ثقة وقال ابن شاهين وثقه عثمان بن ابی شيبه وقال ابن يونس في تاريخ الغرباء كان جوالا في البلاد في طلب الحديث وكان حسن الحديث وقال ابن عدی له حديث كثير وهو منى اثبات مشائخ الكوفه ممن لا يشک في صدقه والذي قاله ابن معين عن احاديثه عن الثوری انما له احاديث عن الثوری يستغرب بذالک الاسناد وبعضها ينفرد برفعه والباقی عن الثوری وغير الثوری مستقيمة كلها (تهذيب التهذيب ص ۴۰۴ ج ۳) قال محمود بن اشرف خرج حديثه مسلم في صحيحه في فضائل ام سليم ام انس بن مالک وفي باب الذكر

۱۱ ۹۔اس کی معقول وجہ بیان کریں کیونکہ جرح کرنے والے نے وجہ یہ بتائی ہے کہ زید بن
ا ۔ ں باقی ساری حدیثیں صحیح ہیں صرف وہ حدیث اس کے وہم کی نظر ہوگئی ہے جو اس نے
ان ثوری سے روایت کی ہے۔ اور جو حدیث میں نے پیش کی ہے۔ حضرت دار قطنی میں
۔ یں اس میں سفیان ثوری راوی نہیں ہے۔

میں نے قرآن کی تفسیر میں پانچ صحابہ، اٹھارہ تابعین کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اس سے
۔ ت ہوا کہ پہلے زمانے میں پڑھتے تھے اور بعد میں نہیں پڑھتے تھے۔ اگر یہ آپ کی پیش کردہ
۔ نہیں چار، پانچ جن کو آپ صحیح ثابت نہیں کر سکے اگر یہ صحیح بھی ہوتیں تو یہ پہلے زمانے کے متعلق
ا ا وتیں۔ چونکہ ان صحابہ اور تابعین نے قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس
ا مت کے نازل ہونے سے پہلے امام کے پیچھے قرات پڑھی جاتی تھی اور بعد میں منع ہوگئی۔ پہلی
ا ن تو یہ ہے کہ آپ ان کو صحیح ثابت کر ہی نہیں سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔ قرآن آپ کے پاس نہیں
۔ بخاری کی روایت آپ کے پاس نہیں ہے، اور اگر وہ بالفرض والمحال صحیح بھی ہوں، حضرت
عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں یہ روایت منسوخ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ
بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

المستحب عقب الوضوء وفي باب النهي عن المسئلة وفي باب
بيان وجوه الاحرام وانه يجوز افراد الحج والتمتع والقران
وجواز ادخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه
وفي باب جهنم اعاذنا الله منها وفي باب جواز النافلة قائماً
وقاعداً وفعل بعض الركعة قائماً و بعضها قاعداً.

مولانا نے کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ وہ فاتحہ پڑھتے تھے اور پھر منع ہوگئی۔ اگر ا
معلوم ہے کہ وہ فاتحہ پڑھتے تھے تو کوئی حدیث دکھادیں۔ کسی کتاب سے کہ وہ فاتحہ پڑھتے
پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ جو روایتیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے
غلط ہے۔ کہتے ہیں کہ قرآن پیش نہیں کیا قرآن کی آیت پیش کی اور وہ بھی تمہارے علماء کی ا
سے، وہ بھی اصول کی کتاب سے، جو مدرسے میں پڑھ کر مولوی بنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آ
مقتدی پر فاتحہ کو واجب کرتی ہے۔

کہتے ہیں بخاری سے نہیں پیش کیا۔ بخاری سے وہ حدیث میں نے پیش کی ہے جس کا
کوئی جواب قیامت تک تم نہیں دے سکتے۔ کیونکہ لفظ ہیں کہ جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز
نہیں ہے۔ جو بھی ہو مقتدی ہو یا امام ہو جو بھی فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوگی۔

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پیش کرتے کہ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے تو ٹھیک ہے۔ فاتحہ
پڑھنے کا حکم ہے۔ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ جب نماز نہیں تو مقتدی بھی پڑھ سکتا ہے۔ پھر آپ نے
اعتراض کیا کہ فلاں فلاں راویوں کے ترجمے ہمیں نہیں ملتے۔ اب اس چیز کا ترجمہ ہمیں نہیں ملتا
ہے ابو اسحٰق کا ترجمہ نہیں ملتا ہے۔ ابوطیب کا ترجمہ نہیں ملتا ہے، سلیمان بن فارس کا ترجمہ نہیں ملتا
ہے، تو مولانا آپ ان کے لئے جرح ثابت کریں۔ آپ ان کو ضعیف کہیں گے یا مستور؟۔ ضعیف
کہیں۔ اگر ضعیف کہیں گے تو اس کے لئے آپ کو ثبوت دینا پڑے گا۔ اگر مستور کہیں گے تو تم اس
پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ تمہارا قاعدہ اس کو مانتا ہے پھر اس کو لیجئے، سلیمان بن فارس کا ترجمہ بھی مل
جائے گا، ابو اسحٰق کا ترجمہ بھی مل جائے گا، ابوطیب کا ترجمہ بھی آپ کو مل جائے گا، اس کے بعد
سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امام بیہقیؒ نے جب یہ کہہ دیا ہے اسنادہ صحیح۔ میں نے پڑھ کر آپ کو
سنایا۔ اسنادہ صحیح تب ہوتی ہے جب اس کے راوی سچے ہوں، عادل ہوں، تام الضبط ہوں، اور ان
کے اندر اسناد متصل ہو، علت نہ ہو، شذوذ نہ ہو، بیہقیؒ اس کو صحیح کہتا ہے۔ اب آپ اس کو ضعیف

راوی پر جرح ثابت کریں یا اس کی علت ثابت کریں یا شذوذ ثابت کریں۔ اس کے
صاحب فن ہیں، نہ آپ اصلاح کے مالک ہیں، کہ اگر آپ کو نہ ملے تو روایت ضعیف
ایسا نہیں ہوگا۔

ایک بیہقیؒ کہتا ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔ بیہقیؒ نے صحیح کہہ کر راوی کو ثقہ کردیا کیونکہ
ل ظنی ہے، راوی ثقہ ہوگیا۔ اب اس کے مقابلہ میں جرح مفسر کریں تو پھر بات بنے گی۔
روایت صحیح ہوگئی تو آپ کا جھگڑا نہیں رہا۔ رہی طبرانی کی بات تو مجمع الزوائد میں امام ہیثمی نے

ورواه موقوف.

اب آپ راوی طبرانی والی روایت پر جرح صحیح پیش کریں۔ رہا یحییٰ بن سلام کا مسئلہ تو
یہ نہیں کہ انہوں نے کہا له مناکیر یہاں یہ ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ من انکر ماله یعنی اس
روایتیں جو منکر ہیں ان میں سے ایک ہے۔ جب اس کی ساری روایتیں منکر ہوگئیں تو اس پر
نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا آنکھوں کے سامنے جو بات کی جائے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ روایت یحییٰ
سلام مالک سے نقل ہے۔ مؤطا میں موجود ہے۔ مؤطا میں موقوف ہے۔ لہذا یہ مالک پر جھوٹ
معاملہ ختم ہوگیا۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ زہری جو ہے وہ مدلس ہے۔ یہ بھی غلط ہے اب راوی جو بیان کیا ہے
اس کو زہری سے ہمیشہ وہم نہیں ہوتا ہے۔ جب امام بیہقیؒ نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے تو اس کو غلط کہنا
اصول کے خلاف ہے۔ قانون کے بھی خلاف ہے۔ جرح کے بھی خلاف ہے۔ آپ اس پر صحیح
جرح کہیں سے ثابت کریں۔ جب تک آپ جرح ثابت نہ کریں یہ روایت اپنی جگہ قائم رہے
گی۔

پھر آپ نے کہا کہ امام دارقطنی نے جو کہا ہے وہ انہوں نے ناقص کہا ہے۔ ہم نہیں مانتے
امام دارقطنی محدث ہیں۔ صاحب معلل ہیں۔ انہوں نے یہ تعلیل کی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ

چوتھی روایت جو آپ نے پیش کی وہ طبرانی سے ہے اور میں نے کہا تھا کہ اس میں سعید بن کثیر راوی ہے۔ اس پر فیض القدیر شرح جامع صغیر میں جرح موجود ہے۔ اور حضرت نے جو مجمع الزوائد کا حوالہ دیا ہے میں بڑا حیران ہو کر کہتا ہوں کہ ہیثمی نے جو آگے لکھا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ لیکن اس کا متن صحیح کے خلاف ہے۔ اور یہ آپ نے مانا ہے کہ بعض اوقات سند صحیح ہوتی ہے لیکن حدیث معلول ہو جایا کرتی ہے۔

تو یہ چار کھوٹے سکے تھے چاروں کے متعلق حضرت کچھ بھی ثابت نہیں کر سکے۔ الحمد للہ میں نے قرآن کی آیت پیش کی۔ سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی واذا قرأ فانصتوا والی سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی فاتحہ کے لفظ سے پیش کیں۔ چودہ روایات پانچ صحابہ سے، اٹھارہ ہوئیں۔

تابعین سے امت کا اجماع میں نے پیش کیا۔ اور اس کے بعد سنئے میں عرض کرتا ہوں کہ مسائل اللہ کے نبی ﷺ کے قول سے بھی ثابت ہوتے ہیں اور فعل سے بھی ثابت ہوتے ہیں، حضور ﷺ نے دس نمازیں جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے پڑھیں ہیں مقتدی بن کر کسی حدیث میں کوئی مائی کا لال نہیں دکھا سکتا کہ جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے حضور ﷺ نے فاتحہ پڑھی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟۔

حضور ﷺ کا اپنا فعل سنیں۔

فاستفتح النبی ﷺ من السورة.

ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں روایت ہے [1] ابن ابی ماجہ میں اخذ کا لفظ ہے کہ ابو بکر سورۃ

---

(۱)۔ ابن ماجہؒ نے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ واخذ رسول اللہ ﷺ من القرأت من حیث کان بلغ ابو بکر .(ابن ماجہ ص ۸۸)

اور طحاوی شریف میں ان الفاظ سے ہے۔

پڑھ رہے تھے۔ جب نماز میں ذکر آتا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

جب نماز میں سورۃ کا ذکر آتا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے۔ تو اس وقت حضور ﷺ تشریف لائے وہاں سے سورۃ پڑھنی شروع کی ابو بکر فانتھی رک گئے۔ اب دیکھیے اللہ کے نبی ﷺ کا آخری فعل اور آپ کی آخری نماز۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ اللہ کے نبی ﷺ دنیا سے بانماز گئے یا معاذ اللہ بے نماز گئے۔

علامہ شوکانی مشہور غیر مقلد نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ساری فاتحہ رہ گئی تھی۔ حدیث میں لفظ سورۃ کا ہے اور اس میں لفظ قرأت کا بھی موجود ہے۔ فاستفتح النبی ﷺ یہ وہ روایت ہے جس کو ابن عباس ؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں نے بیان فرمایا ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جب بہت سے لوگ عرب کے کونہ کونہ میں جا پہنچے تھے۔ تاریخ دان جانتے ہیں اور یہ ایسی صحیح حدیث سے ثابت ہے جس کو ساری دنیا صحیح مانتی ہے۔ لیکن آپ ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ جس پر کوئی جرح نہ ہو۔

اور جیسے میں نے مسلم سے پیش کیا تھا حدیث کے متعلق انما وضعت ھھنا ما اجمعوا علیہ کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے آپ ایک حدیث بھی نہیں پیش کر سکے۔ جس میں مقتدی کا لفظ صریح ہو، اور کسی محدث نے یہ بات کہہ دی ہو کہ مسلم اور بخاری میں یہ درج ہے کہ اس کے صحیح ہونے پر امت کا جماع ہے۔ کوئی مجہول تلاش کر لیا کوئی دجال تلاش کر لیا۔ اس کے راوی ہیں اور کچھ اس طرح کے ہیں جن کا نام پتا معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں۔ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر آپ میرے ساتھ گھر چلیں تو وہاں کتابیں پڑی ہیں۔

حضرت بات یہ ہے کہ آپ یہاں آئے ہیں کتابوں کے بھروسے پر آئے ہیں۔

فاستفتح رسول اللہ ﷺ من حیث انتھی ابوبکر من القرأت ۔

(طحاوی ص ۱۹۷ ج ۱)